ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَہٗ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْیَا فَهُوَ کَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰہُ عَلَیْهِ فَهُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ فَبَایَعْنَاهُ عَلٰی ذٰلِکَ (متفق علیہ)۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت صحابہؓ کو جو آپ کے گرد جمع تھی (مخاطب کرکے) فرمایا۔ اس امر پر مجھ سے بیعت کرو (یعنے میرے سامنے اس امر کا عہد کرو) کہ تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے۔ چوری نہ کروگے زنا نہ کروگے۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے۔ کسی پر خود ساختہ بہتان نہ باندھوگے۔ اور نیک کاموں میں نافرمانی نہ کروگے۔ پس جس شخص نے تم میں سے (اپنے) اس عہد کو پورا کیا۔ اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے اور جس نے اس کے کچھ خلاف کیا اور دنیا میں اس کو اس کی سزا مل گئی تو یہ سزا اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کچھ باتوں کے خلاف عمل کیا اور خدا نے اس کی پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خواہ اس کو معاف فرمائے۔ اور خواہ اس کو اس کی سزا دے۔ عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ہم سب لوگوں نے اس پر بیعت کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا عہد کر لیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یُؤْذِیْنِی ابْنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِیَدِیَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ (متفق علیہ)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ آدمؑ کا بیٹا (یعنی انسان) زمانہ کو برا کہہ کر مجھ کو تکلیف دیتا ہے۔ حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَّسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰہِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ (متفق علیہ)

ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذیت رساں باتوں کو سن کر صبر کرنے والا خدا کے سوا کوئی نہیں۔ لوگ خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں۔ (وہ سنتا ہے۔ صبر کرتا ہے اور) پھر وہ ان کو عافیت سے رکھتا اور رزق دیتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِیْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیَکَ اِلَّا فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَکَ هٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهٖ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَاَلُوْهُ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَحْدَهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوةِ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَاَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ وَّرَاءَکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیِّ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کی جب ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا یہ جماعت یا وفد کون ہے قبیلہ کا ہے۔ ان لوگوں نے عرض کیا ہم قبیلہ ربیعہ میں سے ہیں آپ نے فرمایا تمہاری جماعت یا وفد کو مرحبا۔ نہ تو تم (کبھی رسوا ہو اور نہ پشیمان، ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور آپؐ کے درمیان چونکہ قبیلہ مضر کے کفار حائل ہیں۔ اس لئے ہم جلد حاضر نہیں ہو سکتے صرف اشہر حرام (ذیقعدہ ذی الحجہ محرم اور رجب) میں حاضر ہونے کا موقع ہم کو ملتا ہے۔ اس لئے آپؐ ہم کو (حق و باطل میں) فیصلہ کن احکام و ہدایات سے متمتع فرمائیے۔ تاکہ ان لوگوں کو ہم ان سے آگاہ کر دیں۔ جن کو ہم گھروں میں چھوڑ آئے ہیں اور ان پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے پینے کے برتنوں کے متعلق بھی ہدایات طلب کیں۔ آپؐ نے اس جماعت کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ چنانچہ آپؐ نے ان کو ایک خدا پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ تم جانتے ہو ایک خدا پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا (خدا پر ایمان لانے کے معنی) اس امر کی شہادت دینا (ہے) کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور نماز پڑھنا زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا پھر آپؐ نے ان کو چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ لاکھ کئے ہوئے مرتبان یا ٹھلیوں سے۔ کدو کے تونبوں سے درختوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرکے بنائے ہوئے برتنوں سے اور رال کئے ہوئے برتنوں سے اس کے بعد آپؐ نے انکو مخاطب کرکے فرمایا ان باتوں کو یاد رکھو اور ان لوگوں کو آگاہ کردو جن کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ (یعنی گھروں پر)

بخاری و مسلم

(اس حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں)

از مولانا ضیاء الحق صاحب
لاہور

اِصلاحُ الرسوم

(گزشتہ سے پیوستہ)

منجملہ ان رسوم کے داڑھی کا سیاہ خضاب کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کا سینہ ان لوگوں کو جنّت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے (اس زمانہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو سیاہ خضاب کرتے ہیں) اور عقل بھی اس فعل کے قبح کی مقتضی ہے کیونکہ سیاہ خضاب کرکے اپنے بڑھاپے کو چھپاتا ہے۔ اور دیکھنے والے کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور فطرتِ الٰہی کو بدلنا چاہتا ہے۔ اور یہ سب امور قبیح ہیں۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال مت نوچو۔ پس بلاشک وہ نور ہے مسلمان کا اور حدیث میں بعض عورتوں پر لعنت آئی ہے۔ جو اپنے بناؤ سنگار کے واسطے اپنی خلقی وضع کو بدلیں۔ اور اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں (المغیّرات لخلق اللّٰہ) یعنے جو بدلنے والیاں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی قدرتی بنائی ہوئی ہیئت کو سفید بال نوچنے کی ممانعت [illegible] بڑھاپے کی چھپانے کی بُرائی اور [illegible]سری حدیث سے قدرتی وضع کو بدلنے کی بُرائی معلوم ہوئی سیاہ خضاب میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ اس لئے عقلاً بھی ممنوع ہُوا۔ غرض کوئی دلیل قوی اس کے جواز کی نہیں پائی گئی۔ البتہ اعدائے دین کے مقابلہ کے لئے بغرض ہیبت دلانے کے فقہا نے جائز کہا ہے۔ سو ممکن ہے کہ آیت تُرْهِبُونَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ اور حدیث الحرب خدعۃ کے عموم میں اس کو داخل کر لیا جائے۔

البتہ اور رنگوں کا خضاب جائز ہے کہ اس میں اخفا پیری کا نہیں ہے۔

منجملہ ان رسوم کے داڑھی چڑھانا ہے یہ بھی حرام ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اعفوا اللحی وارد ہے۔ جس کے معنی ہیں چھوڑدو لٹکاؤ داڑھی چونکہ امر حقیقۃً وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ پس نیچے کو چھوڑنا داڑھی کا واجب ہُوا اور اس واجب کا ترک کرنا حرام ہُوا۔ ظاہر ہے کہ داڑھی چڑھانے میں اس واجب کا ترک لازم آتا ہے۔ اس لئے وہ بھی حرام ہُوا۔ اور ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رُویفع سے فرمایا کہ شاید میرے بعد تمہاری عمر زیادہ ہو تو لوگوں کو خبر دیدینا کہ جو شخص داڑھی میں گرہ لگائے اور فلاں فلاں کام کرے۔ پس بلاشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ گرہ لگانے میں بھی داڑھی اپنی اصلی ہیئت سے بدلتی ہے۔ اور اس میں بل پڑتا ہے۔ جہاں یہ امر پایا جائے گا۔ وعید مطلق ہوگی۔ داڑھی چڑھانے میں ہیئت کا بدلنا اور اس میں بل پڑنا ظاہر ہے عقلاً بھی غور کیا جائے تو وہ ہیئت تکبر و تجبر کی ہے۔ تکبر اور اس کی ہیئتوں کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں منصوص ہے بہرحال عقلاً و نقلاً یہ عادت مذموم ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے۔ داڑھی کے متعلق مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کا رسالہ (داڑھی کی قدر و قیمت) قابل دید ہے۔

منجملہ ان رسوم کے سر بیچ میں سے کھلوانا یا آگے سے بال لینا جس کو عربی میں قزع کہتے ہیں اور خود حدیث میں اس کی تفسیر آئی ہے۔ کہ کہیں سے سر منڈا دیا جائے اور کہیں سے چھوڑ دیا جائے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قزع سے ممانعت فرماتے ہیں۔ بعضے یوں سمجھتے ہیں کہ بیشک بڑوں کے لئے ممنوع ہے۔ مگر بچّوں کے لئے کیا حرج ہے وہ غیر مکلّف ہیں۔ یہ خیال بالکل باطل ہے۔ اگر بچّے غیر مکلف ہیں تو گنہگار نہ ہوں گے مگر ان کے بزرگ تو غیر مکلّف نہیں ان کو گناہ ہوگا۔ کہ بچّوں کا ایسا سر کیوں بنوایا۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ اس کا کچھ سر مُنڈا ہے اور کچھ رہ گیا ہے۔ آپؐ نے ان لوگوں کو منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یا تو سب منڈاؤ یا سب رہنے دو۔ روایت کیا اس کو ابو داوٗد نے اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو خود اس فعل کا مذموم ہونا دوسرے آپ نے بچّہ سمجھ کر خاموشی اختیار نہیں فرمائی۔ بلکہ اس کے وارثوں کو منع فرمایا۔ جس سے ثابت ہُوا کہ بچوں کے لئے بھی ممانعت ہے۔

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا لنگی پہننا یا بہت لمبی آستین بنانا یا بہت لمبا شملہ چھوڑنا۔ حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نظر رحمت نہ فرمائیگا اللہ تعالےٰ اس شخص کی طرف جو اپنی ازار کو اترانے کی راہ سے نیچے لٹکائے۔ دوسری حدیث میں ہے اس لٹکانے کی حد آئی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے تیسری حدیث میں دوسرے لباسوں میں بھی اس کا حرام ہونا مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسبال یعنی دراز کرنا اور حد سے بڑھنا ازار میں بھی ہوتا ہے۔ اور کرتہ میں بھی جو شخص ان میں سے کسی لباس کو تکبر کی راہ[لہ] سے حد سے زیادہ بڑھائے گا اللہ تعالےٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ کریں گے۔ قیامت کے روز روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔ ازار کے بڑھانے کی حد تو حدیث میں آگئی ہے اور دوسری پوششوں کی نسبت علماء محققینؒ نے فرمایا

لہ تکبر کی قید واقعی ہے نہ احترازی۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۲ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۵۷ عیسوی | شمارہ ۲۰

سیاسی قلابازیاں

ہمارے سیاست دانوں کا بے اصولا پن کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ وہ اپنی مطلب براری کے لئے ایک ہی زبان سے کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ یہ ہمارے سیاستدانوں کا ہی خاصہ نہیں۔ بلکہ تمام دُنیا کے سیاستدان اسی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مغربی سیاست کا ایک اہم جزو بے اصولا پن بھی ہے۔ اس میں اس کو ڈپلومیسی کہا جاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں اس کو منافقت کا نام دیا گیا ہے۔ ہم آج کی فرصت میں اپنے سیاستدانوں کی ایک تازہ سیاسی قلابازی کا ایک نمونہ ہدیہ قارئین کرام کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوگا۔ کہ ان کو نہ قوم کی بھلائی کا خیال ہے اور نہ وہ مُلک کے ہی خواہ ہیں۔ ان کو تو اپنی کرسیوں کی فکر ہے۔ اپنی کرسیوں کو بچانے کے لئے ان کے ہاں سب کچھ جائز ہے۔

ایک یونٹ کو بنے ہوئے ابھی پورے دو سال نہیں ہوئے۔ اس کو بناتے وقت قوم کو یہ کہا گیا تھا۔ کہ اس سے صوبائی عصبیت دُور ہو جائیگی۔ اور بہت زیادہ مالی فائدہ ہوگا۔ اب اس کو ختم کرنے کا ریزولیوشن پاس کر دیا گیا۔ لیکن اس وجہ سے نہیں کہ خرچ میں کمی واقع نہیں ہوئی اور نہ اس لئے کہ صوبائی عصبیت دور نہیں ہوئی۔ بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے وحدت کو ختم کیا جا رہا ہے کہ اپنی کرسیاں محفوظ رہیں۔ نہ پہلے قوم کی رائے کو درخور اعتناء سمجھا گیا اور نہ اب اس کی رائے لی جا رہی ہے۔ ہم اس مسئلہ کے متعلق کئی دفعہ اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ پہلے بھی ہماری یہی رائے تھی اور اب بھی یہی کہیں گے۔ کہ وحدت مغربی پاکستان بہت مفید اقدام ہے۔ لیکن بے اصولے سیاستدانوں کے ہاتھوں اس کی کامیابی کی اُمید نہیں۔ چنانچہ ہمارے یہ خدشات اب صحیح ثابت ہو رہے ہیں ان اللہ کے بندوں نے نہ صوبائی ذہنیت کو ختم ہونے دیا۔ اور نہ خرچ میں کمی کی اور اب وحدت کے ہی درپے ہو رہے ہیں۔ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر اس کا یہی حشر کرنا تھا تو اس کے مخالفین کی دلائل کو اسی وقت کیوں تسلیم نہ کر لیا گیا۔ اب دو سال کے بعد اس کو ختم کرنا بھارتی سیاستدانوں کے ہاتھ میں ایک اور ہتھیار خود دے دینا ہے تاکہ وہ اسے ہمارے خلاف استعمال کر سکیں۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ مُلک میں دس سال تک انتخابات کا نہ ہونا بھارتی سیاستدانوں کے لئے ہمارے خلاف ہر موقع پر استعمال کرنے کے لئے ایک اچھا خاصہ موضوعِ بحث ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کے طعن کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ڈھیٹ بن کر اس کا جواب دیتے رہیں

آخر میں ہم صدر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قوم کی رائے حاصل کر کے اس مسئلہ کا فیصلہ کریں۔ اس کو چند بے اصولے سیاستدانوں کی حرص اقتدار پر بھینٹ نہ چڑھنے دیں۔ آپ کی کرسی تو ایک حد معینہ تک محفوظ ہے اس لئے اس وقت تک آپ کو ہر مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے مُلک و ملت کی بہتری کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ان بے اصولے سیاستدانوں کی کرسیوں کو بچانا آپ کی ذمہ داری نہیں۔ وزارتیں بدلتی ہی رہتی ہیں۔ لیکن اصول نہیں بدلنے چاہئیں۔ وحدت مغربی پاکستان کا قیام اب ایک اصول ہے۔ اگر اس کو بدلنا ہے تو ریفرنڈم سے بدلئے۔

ہمارے قومی رجحانات

قومی اخلاق دن بدن انحطاط پذیر ہیں فحاشی، عریانیت اور بد اخلاقی پہلے کے مقابلہ میں اتنی بڑھ گئی ہے کہ قومی اخلاق کے مستقبل پر سوچتے ہوئے بھی دل لرزنے لگتا ہے۔ ان تمام معائب کی ذمہ داری براہ راست انگریزی اور ما بعد غیر ملکی راج کے اس ملکی طبقہ پر پڑتی ہے جو سیاست کے ساتھ ساتھ قومی اخلاقیات اور تہذیب کی بھی عنان سنبھالے ہوئے ہے۔ مثال کے طور پر سینما کو لیجئے جو اس صدی کی سب سے زیادہ اخلاق سوز ایجاد ہے۔ انگریزوں کے راج میں تو شاید یہ دھندا نجی اداروں تک ہی محدود ہو۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد اور بالخصوص پاکستان کو جمہوریہ اسلامیہ قرار دینے کے بعد اس اخلاق دشمن صنعت کو براہ راست صدر مملکت کی سرپرستی حاصل ہو گئی ہے ہر سال ایک فلمی میلہ ہوتا ہے۔ اور بھانڈوں مسخروں اور نقالوں کو پریذیڈنٹ ایوارڈ ملتے ہیں۔ انعام حاصل کرنے والوں کی تصاویر اخبارات میں چھپتی ہیں۔ ان سب پر طرّہ یہ کہ اسلامی جمہوریہ کے سربراہِ ایسی فلم جوکہ بہترین قرار [illegible] گئی ہو اپنے ساتھ غیر ممالک کے [illegible] پر لے جاتے ہیں تاکہ بیرونِ ملک بھی اس کی نمائش ہو سکے۔ غرضیکہ جس صنعت کو جو اخلاقی پستی کی سب سے ذمہ دار ہے۔ یہ چونچلے نصیب ہوں۔ وہ کیوں نہ بڑھے پھولے اور اپنے مسموم اثرات پھیلائے یہاں یہ کہہ دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ ہماری عدلیہ نے متعدد بار اپنے فیصلوں میں اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ قتل و غارت اور ڈاکہ زنی و اغوا وغیرہ کے اکثر واقعات فلم بینی کے نتائج ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مُلک میں ایسے لٹریچر کی بہتات ہے جو اس صنعت کے ساتھ وابستہ ہے اس فحش اور لچر قسم کے نام نہاد ادب کی اس لئے اہمیت نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ کہ اس کو خواندہ طبقہ کا بہت بڑا حصہ والہانہ طور پر مطالعہ کرتا ہے۔ نیم خواندہ لوگ بھی اگر کبھی کچھ پڑھتے ہیں

باقی بر صفحہ ۱۱

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۲۴ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۹

سیاسی ہتھکنڈے

جس وقت آپ کے پاس یہ سطور پہنچیں۔ خدا جانے کیا حالات ہو۔ کس جماعت کی جیت ہو اور کس کی ہار۔ لیکن آج کل جو کھچڑی پک رہی ہے اور جس جس طریقہ سے اراکین اسمبلی کا شکار کیا جا رہا ہے۔ وہ ایک جمہوریہ کے لیے کسی طرح بھی قابل فخر نہیں ہو سکتا۔ وزارت کو گرانے کی یا وزارت کو بحال رکھنے کی کوششیں اس لئے جاری نہیں کہ ہمارے ملک کی کوئی بر سر اقتدار یا محروم اقتدار جماعت جمہوریت کی قدروں کو پہچانتی ہے۔ یا کوئی جماعت اس لیے اقتدار کی خواہشمند ہے کہ وہ عوامی بہبودی کے لیے کوشاں ہوگی۔ بلکہ یہ تو محض اقتدار حاصل کرنے اور اس سے کما حقہٗ متمتع ہونے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ وزارتی پارٹی بڑی فراخ دلی سے سرکاری عہدے پیش کر رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ وزارت کی پشت پناہی حاصل کی جائے۔ یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ عوام کی خون پسینہ ایک کرکے پیدا کردہ اس ملک کی دولت کن کن عوام دشمن عناصر کی نذر ہو رہی ہے۔ حزب مخالف جو جمہوریت اور آئین کا نام لے کر چیخ رہی ہے۔ اس کے ہتھکنڈے بھی قابل دست اندازی پولیس جرائم سے کم نہیں۔ یعنی اپنے حامی اراکین اسمبلی کو اپنے مکانوں میں بند رکھنا چاہتی ہے تاکہ بر سر اقتدار جماعت ان تک رسائی حاصل کرکے اور لالچ دے کر اپنی طرف نہ کرلے۔ بتایئے یہ کہاں کی جمہوریت ہے؟ اور کس آئین کی پابندی ہے؟ پھر حزب مخالف محض اقتدار کے لالچ میں وحدت مغربی پاکستان کو ختم کرکے پرانے صوبے بحال کرنا چاہتی ہے۔ اور بعض بشرط اقتدار طرح طرح کے خوش نما وعدے کئے جا رہے ہیں۔ گویا اقتدار کے بعد سرکاری اثاثہ پر اس جماعت کو موروثی ملک کی طرح پورا حق تصرف ہوگا۔

ہم اپنی قوم سے بار بار یہی کہنا چاہتے ہیں کہ اسے انشاء اللہ تعالےٰ ایک موقعہ ایسا ضرور ملے گا۔ جب اسے پورا اختیار ہوگا۔ کہ کس کو اقتدار کا وارث بنائے۔ اور کس کو اس کا نا اہل قرار دے۔ ہمارے ملک کے سیاسی حالات گزشتہ ۱۰ برس میں کبھی بھی صحت مند نہیں رہے۔ حصول اقتدار کی سرد جنگ ہمیشہ جاری رہی۔ اس کو ختم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے کہ انتخابات میں ان لوگوں سے اقتدار چھین لیا جائے۔ رہی انتخابات کی بات اس کے یہ سیاسی لوگ سخت مخالف ہیں جب تک ان کا بس چلے گا التوا کریں گے۔ حالات سامنے ہیں۔ زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں جو آج انتخابات کی تاریخوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کل نو سال تک انہوں نے کتنے انتخابات کرائے؟ غرضیکہ اب جب انتخابات ہوں گے۔ وہ ایسا موقع ہوگا۔ جس سے فائدہ اٹھانا یا کھو دینا قوم کی صلاحیت کا امتحان ہوگا۔ ورنہ محض ایک ہی فریق کا قصور نہیں۔

انوکھی منطق

جبکہ مسئلہ کشمیر دوبارہ حفاظتی کونسل میں پیش ہونے والا ہے۔ بھارتی زعماء عجیب غریب بیانات دے رہے ہیں۔ حال ہی میں ہندوستانی وزیر دفاع نے جو کچھ کہا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ کشمیر کی بھارت میں شمولیت عملی طور پر ہو چکی ہے۔ جس کی توثیق مقبوضہ کشمیر کی کونسل نے کر دی ہے۔ ان کے خیال میں پاکستان استصواب رائے کا نام نہیں لے سکتا۔ کیونکہ پاکستان میں گزشتہ ۲۰ سال سے انتخابات نہیں ہوئے۔ ہندوستان اپنے موقف پر قائم رہیگا حفاظتی کونسل پاکستان کو جارح قرار دے اور کشمیر میں حالیہ فسادات پاکستانی شرارت پر مبنی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

یہ باتیں کوئی نئی نہیں۔ بلکہ یہی رٹ بھارت ہر جگہ گزشتہ دس برس سے لگاتا رہا ہے۔ بھارتی وزیر دفاع بزعم خود بہت بڑے قانون دان ہیں۔ اُن کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب پاکستان شمولیت پر ہی اعتراض کر رہا ہے اور اسے غیر منصفانہ کشمیری عوام کی خواہشات کے خلاف قرار دے رہا ہے تو ایسی شمولیت کی کسی نام نہاد کونسل سے توثیق کیا معنی رکھتی ہے۔ اس کا مطالبہ ہے کہ عوام کی رائے ہر دو فریق کی رضامندی سے معلوم کی جائے۔ یہ سوال کہ پاکستان میں ۲۰ برس سے انتخابات نہیں ہوئے بالکل غلط ہے۔ اگرچہ گزشتہ دس برس میں دستور کی عدم تکمیل کے باعث عام انتخابات نہیں ہو سکے۔ لیکن صوبائی الیکشن تو کم از کم ہوتے رہے ہیں اور پھر پاکستان کو کوئی ایسا استصواب رائے پیش نہیں۔ جس کے ذریعہ اُسے کسی دوسرے ملک میں شمولیت کا سوال درپیش ہوتا۔ مثلاً اگر وہ اپنے آئین میں ترمیم کرکے اپنے باشندوں کی خواہشات کے مطابق کبھی انتخابات کرانے کا ارادہ نہیں رکھتا تو اس سے بھارت کو یہ حق تو نہیں پہنچ جاتا کہ وہ کشمیر کو کشمیریوں کی آراء معلوم کئے بغیر ہڑپ کر جائے۔ پھر پاکستان اگلے سال انتخابات کرا رہا ہے۔ چلئے آپ بھی تیار ہو جایئے اور کشمیر میں دونوں ملکوں کی خواہشات کے مطابق استصواب رائے کرایئے۔

ہندوستان پاکستان کو کشمیر میں جارح قرار دے کر دنیا کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ کشمیر کا مسئلہ کوئی نیا نہیں کہ حقائق پر نقاب ڈالا جا سکے۔ دنیا کا ہر ملک جان چکا ہے کہ کشمیر میں کون جارح ہے۔ کس نے کشمیری عوام کو مغربی سنگینوں سے مرعوب کر رکھا ہے۔ کون کشمیر کے محبوب لیڈروں کو جیلوں میں ڈالے ہوئے ہے اور کس کے اشارے پر چند کشمیر فروش مسلمان لاکھوں مسلمانوں پر مسلط ہیں۔ کشمیری عوام دس سال سے ہندوستانیوں اور ڈوگروں کی دو عملی سے تنگ آ چکے ہیں۔ جس ملک میں ہر طرف بد امنی اور شورش ہو اور جس کے عوام

باقی بر صفحہ ۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۵۷ء

(۱) جس شخص کو بہشت میں جانے کا شوق ہو اُسے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ضرور پہنچا دیگا

(۲) جسے شوق نہیں ہے۔ اُسے اللہ تعالےٰ زبردستی نہیں پہنچائیگا

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادرانِ اسلام۔ ہر عقلمند انسان اس چیز کو مانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کے حاصل کرنے کے لئے جو اسباب و ذرائع تجویز کئے ہیں۔ جب تک انسان ان اسباب و ذرائع کو مہیا نہیں کرے گا اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک پیاسا آدمی جانتا ہے کہ میری پیاس پانی پینے ہی سے بجھ سکتی ہے اور پانی کنوئیں میں موجود ہے۔ اب پانی پیاسے کے مُنہ میں اس وقت تک نہیں آسکتا۔ جب تک اپنے مُنہ تک پانی لانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو اسباب و ذرائع تجویز فرمائے ہیں وہ بہم نہ پہنچائے لہٰذا وہ پیاسا ڈول تلاش کرے گا۔ اس کے بعد رسّی تلاش کرے گا تاکہ اس ڈول کو رسّی میں باندھ کر کنوئیں میں ڈالے اور ڈول بھرنے جانے کے بعد کھینچ کر نکالے۔ پھر ڈول سے نکال کر منہ تک پانی لائے۔ پھر پیئے۔ تب پیاس بجھے گی۔

اسی پر قیاس کر لیجئے

اس شخص کی حالت کا۔ جو بہشت میں جانے کا شوق رکھتا ہے اُسے بھی یہ سوچنا چاہیئے کہ بہشت میں جانے کے اسباب و ذرائع کون کون سے ہیں تاکہ پہلے ان ذرائع کو بہم پہنچانے کی سعیِ بلیغ کرے۔ اس کے بعد امید رکھے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے ان ذرائع کو قبول فرما لیا۔ تو بہشت میں پہنچ جاؤں گا۔

اس امر کی شہادتیں کہ ذرائع کے سوا بہشت میں داخلہ ممکن نہیں

پہلی شہادت

(فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ فَیَقُوۡلُ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِیَهۡ ۚ اِنِّیۡ ظَنَنۡتُ اَنِّیۡ مُلٰقٍ حِسَابِیَهۡ ۚ فَهُوَ فِیۡ عِیۡشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ فِیۡ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ قُطُوۡفُهَا دَانِیَةٌ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِیۡٓـئًۢا بِمَاۤ اَسۡلَفۡتُمۡ فِی الۡاَیَّامِ الۡخَالِیَةِ) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں۔ جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیؤ۔ ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہشت میں داخلے کا شوق رکھنے والے دُنیا ہی میں ایسے کام کرتے رہے تھے جن کے نتیجہ میں انہیں بہشت کا داخلہ نصیب ہُوا۔

دوسری شہادت

(اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُكُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَةِ وَلَكُمۡ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِیۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ؕ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ)

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اُتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

حاصل یہ نکلے گا۔ اُن حضرات کی دینِ الٰہی پر استقامت کے باعث اُنہیں جنّت کا داخلہ نصیب ہُوا۔ دُنیا کی زندگی میں دینِ الٰہی کے خلاف جو چیز بھی سامنے آئی اس کا اُنہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہوں نے ہر قسم کی تکلیف اور نقصان برداشت کیا۔ مگر دینِ الٰہی سے ایک بال بھر بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ ان کی ان قربانیوں کے صلہ میں جنّت کا داخلہ نصیب ہُوا۔

تیسری شہادت

(اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّاَجۡرٍ كَرِیۡمٍ)

سورہ یٰسٓ رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ بیشک آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں۔ جو نصیحت کی پیروی کرے۔ اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے۔ پس خوشخبری دیدو۔ اس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ ذکر الٰہی (قرآن مجید) کے تابعدار ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ ان دو صفتوں کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے انہیں رسول اللہ کی معرفت یہ پیغام دیا کہ میری بارگاہ میں تمہارے لئے مغفرۃ (کا تمغہ) اور عزّت والا اجر ہے۔

چوتھی شہادت

(قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ۙ یَّهۡدِیۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَیَهۡدِیۡهِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا جو اللہ تعالےٰ کے تابع رہتے ہیں انہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ ان چیزوں کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے

انہیں اپنے مقربین کی قیام گاہ (بہشت) میں پہنچائے گا۔ اس بلند مرتبے پر پہنچنے کی ابتدا ان اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں نے خود ہی کی تھی۔ کہ ہم اپنی زندگی رضا الٰہی کے تابع رہ کر بسر کریں گے۔

پانچویں شہادت

(وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

سورہ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سجھا دیں گے۔ اور بیشک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ ان کی اس کوشش کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالےٰ انہیں ضرور اپنی راہیں سجھائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت اُن کے ساتھ ہوگی۔ اُن کی آخرت میں قیامگاہ اور کوئی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جو لوگ بہشت میں جانے کا شوق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی دستگیری فرماتا ہے۔ اور انہیں بہشت میں پہنچا ہی دے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

چھٹی شہادت

(وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ○ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ

سورۃ یٰسٓ پارہ ۲۲ رکوع ۲ عشر ترجمہ:- اور میرے لئے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں۔ کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے۔ تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے۔ اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں۔ بیشک تب میں صریح گمراہی میں ہونگا۔ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا۔ پس میری بات سنو۔ کہا گیا جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہا۔ اے کاش میری قوم بھی جان لیتی۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔ اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اُس اللہ کے بندے نے توحید پرستی کا زبردست ثبوت دیا تھا۔ کہ میں ایسوں کو معبود بناؤں؟ کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے گرفت کرے تو یہ سارے معبود مل کر بھی اس کی گرفت سے مجھے بچا نہیں سکتے۔ تو پھر اس خدا تعالےٰ کا بندہ کیوں نہ بنوں۔ کہ فقط اس ایک کی بندگی مجھے سب سے بے نیاز کر دے۔ اس کی اس استقامت کے صلہ میں اللہ تعالےٰ نے اسے بہشت میں داخل فرما دیا۔

ساتویں شہادت

(وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ○ ھٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ○ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ○ نِ ادْخُلُوْھَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ ○ لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْھَا وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ ○)

سورہ قٓ رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور بہشت پرہیزگاروں کے لئے قریب لائی جائے گی۔ کہ کچھ فاصلہ نہ ہوگا۔ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہر رجوع کرنے والے اور حفاظت کرنے والے۔ جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔ اسمیں سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ رہنے کا...

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن لوگوں نے جنت میں داخل ہونے کے ذرائع کو اپنا شیوہ بنایا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے محاسن اور خوبیوں کے باعث انہیں جنت میں داخلے کا تمغہ عطا فرمایا۔ اُن کی خوبیاں یہ گنوائی گئیں۔ تقوٰی (پرہیزگاری) اوّاب الی اللہ (اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا) حفیظ ہونا (یعنی اللہ تعالےٰ کے تعلق کی ہر وقت حفاظت کرنے والے۔ کہ اس پاک تعلق میں کوئی رخنہ نہ پڑنے پائے) اللہ تعالےٰ سے بن دیکھے ڈرنا۔ اور ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والا دل بارگاہ الٰہی میں لانا۔ اللھم اجعلنا منھم

مذکورۃ الصدر سات شہادتوں کا خلاصہ

وہی نکلا جو اس عاجز نے نمبر ۱ میں ذکر کیا تھا۔ کہ جس شخص کو بہشت میں جانے کا شوق ہو۔ اسے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ضرور پہنچا دیگا۔ چنانچہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے اندر ایسے اوصاف پیدا کئے۔ جن کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے انہیں قبول فرمایا۔ اور جنّت میں داخلہ منظور فرما لیا۔

عنوان نمبر ۲

جسے بہشت میں جانے کا شوق نہیں ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ زبردستی نہیں لے جائے گا۔ اس کے شواہد۔

شاہد اوّل

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ○ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ○ سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا (نیکیوں کا) پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے اور یہ ہماری بدبختی تھی اور واقعی ہم گمراہ تھے۔ اپنی ان بداعمالیوں کے باعث وہ جہنّم میں داخل کئے گئے ہیں۔

شاہد دوم

(اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ ○ لا مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ ○ لا الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰہُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ○)

سورہ قٓ رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ (حکم ہوگا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو۔ جو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھیرایا۔ پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔

حاصل یہ نکلا کہ یہ لوگ اپنی بُرائیوں

کے باعث دوزخ میں ڈالے گئے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی راہ نمائی سے فائدہ اُٹھاتے تو دوزخ میں ہرگز نہ جاتے۔

شاہد سوم

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○ سورہ الحج رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور جو منکر ہوئے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو اُن کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو تعلیم انہیں بہشت میں پہنچانے کے لئے دی گئی تھی۔ اس کے تسلیم کرنے سے اُنھوں نے انکار کیا۔ اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے پیش کیا۔ ہر اُس چیز کو جھٹلاتے رہے انہیں گناہوں کے باعث انہیں بہشت سے محروم رکھا گیا۔ اور ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا کئے گئے۔

شاہد چہارم

منافقین کے حق میں ارشاد ہے

سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ○ سورہ المنفقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں۔ اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

منافقین کو یہ سزا کیوں ملی

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ منافقین ٹھٹھے کے طور پر مسلمانوں میں شامل ہیں۔ ورنہ نہ وہ کلمہ دل سے پڑھتے ہیں۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر مانتے ہیں۔ اس لئے اپنے ان گناہوں کے باعث دوزخ میں داخل ہونگے۔ گویا یہ خود نہیں چاہتے کہ بہشت میں جائیں۔ لہذا اللہ تعالےٰ بھی انہیں زبردستی نہیں لے جائے گا۔

شاہد پنجم

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○

سورہ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں۔ اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب ان بدنصیبوں نے اللہ تعالےٰ کی آیتوں کا دانستہ انکار کیا۔ اور ان ظالموں نے انبیاء علیہم السلام کو ظلم سے قتل کیا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے متبعین میں سے انصاف کی تبلیغ کرنے والوں کو قتل کیا۔ ایسے ظالموں نے بدکرداری کے باعث گویا خود ہی اپنے آپ کو بہشت سے دُور رکھا۔ اور دوزخ کا مستحق بنایا۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم۔

تبصرہ

المطالعۃ العصریہ (حصہ اول و دوم)

قیمت فی حصہ۔ ایک روپیہ۔
ضخامت۔ ۴۲ صفحات
کاغذ۔ کتابت اور طباعت بہتر۔
مؤلفہ۔ ابوبکر یحیی الشبلی۔

اسلام کی تعلیمات کا مجموعہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ یہ دونوں عربی زبان میں ہیں۔ اس لئے ان کو سمجھنے کے لئے عربی کی تعلیم ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ لیکن حکومت کی عدم توجہی اور روٹی کے مسئلے نے مسلمان کو اس طرف سے غافل کر دیا ہے۔ تعلیم کے جدید طریقہ کے مطابق عربی زبان میں کتابوں کی کمی بھی اس غفلت کا ایک سبب ہے۔ مصر اور دوسرے عرب ممالک میں اس قسم کی بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب القرآۃ الرشیدہ ہے۔ جس کے مطالعہ کرنے کا ہمیں بھی شرف حاصل ہوا ہے۔ ہندو پاکستان میں اس طرز کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اگرچہ مؤلف نے اکثر اسباق کو دوسری کتابوں سے نقل کیا ہے۔ لیکن ان کا انتخاب قابل داد ہے۔ ہماری رائے میں کتاب کے ساتھ اگر مشکل الفاظ کا فرہنگ بھی شامل کر دیا جاتا تو کتاب زیادہ مفید ہو جاتی۔ اس صورت میں استاد کی مدد لئے بغیر بھی اس کا مطالعہ فائدہ مند ہوتا۔

ہفت وار خبریں

کراچی ۱۳ ستمبر۔ آج یہاں اعلان کیا گیا ہے کہ مرکزی وزارت خوراک نے مغربی پاکستان کے حالیہ سیلابوں سے پیدا شدہ نازک غذائی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے مغربی پاکستان کیلئے فوری طور پر دس ہزار ٹن گیہوں لاہور بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

لاہور ۱۳ ستمبر۔ حکومت مغربی پاکستان نے کافی غور وخوض کے بعد وحدت مغربی پاکستان میں شامل ہونے والے تمام علاقوں میں رائج الاونسوں کی شرح کو یکم جولائی سے یکساں کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کراچی ۱۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے برطانوی حکومت سے کہا ہے کہ گوادر جو پاکستان کا حصہ ہے۔ اور جسے آزادی سے قبل انگریزوں نے سلطان مسقط کو دے دیا تھا۔ پاکستان کو فوراً واپس کیا جائے۔

لاہور ۱۴ ستمبر۔ صوبائی اسمبلی کا اجلاس آج شروع ہو گیا۔

لاہور ۱۴ ستمبر۔ صوبائی اسمبلی کے آج کے اجلاس کے بعد اس بات کا قطعی کوئی امکان باقی نہیں رہا کہ مسلم لیگ موجودہ سیشن میں ری پبلکن پارٹی سے طاقت آزمائی کرے گی۔

لاہور ۱۴ ستمبر۔ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آج اسمبلی میں اعلان کیا۔ کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کی خدمات کو ہر ممکن طریقے سے بدعنوان سرکاری ملازموں کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ اور اس جائداد کی پوری پوری جانچ پڑتال کی جائے گی۔ جو انہوں نے اپنے نام پر حاصل کی ہو یا اپنے بیوی بچوں کے نام پر بنائی ہو۔

لاہور ۱۴ ستمبر۔ حکومت پاکستان نے سیلاب زدہ علاقوں میں تقاوی قرضے دینے کے لئے تیس لاکھ روپے کی رقم منظور کی ہے۔

الجزائر ۱۳ ستمبر۔ تیونس کے صدر نے کہا ہے۔ اگر فرانسیسی باغیوں نے ان کے علاقہ میں اپنی سرگرمیاں بند نہ کیں تو وہ یا تو اقوام متحدہ سے احتجاج کریں گے یا ان کے خلاف جہاد کا حکم دے دیں گے۔

الجزائر ۱۳ ستمبر۔ فرانسیسی حکام نے آج یہاں بتایا کہ فرانسیسی سپاہیوں نے گذشتہ رات ایک جھڑپ میں ۵۱ حریت پسندوں کو شہید کر دیا۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو (خدا کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس وقت تک لوگوں سے لڑوں جب تک کہ وہ اس امر کا زبان (اور دل) سے اقرار نہ کر لیں کہ خدا کے سوا کوئی کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور پھر وہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں گے تو وہ مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو بچالیں گے اور صرف اسلام کا حق اُن پر رہے گا۔ اور اُن کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ۔ جناب انسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے۔ ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے (جانور کو) کھائے۔ وہ مسلمان ہے۔ اور وہ خدا اور خدا کے رسولؐ کے عہد و امان میں ہے۔ پس خدا نے جس کو اپنی امان میں لیا ہے تم اس کے عہد کو نہ توڑو یعنی اس شخص کو نہ ستاؤ۔ کہ اس سے خدا کا عہد ٹوٹ جائے گا (بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپؐ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ میں اُس کو کروں اور جنّت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کر کسی کو اس کا شریک نہ بنا۔ فرض نماز ادا کر۔ فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اعرابی نے یہ سُن کر کہا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ تو اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس میں سے کچھ کم۔ جب یہ اعرابی چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی جنّتی آدمی کو دیکھنے کی مسرت حاصل کرنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِہٖ وَلَا نَفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنٰی مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ہَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ طلحہؓ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ نجد کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے سر کے بال پریشان تھے۔ اس کی آواز تو ہمارے کانوں میں آتی تھی۔ لیکن اس کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی (جب) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا تو ہم نے سُنا کہ وہ (فرائض) اسلام کو دریافت کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے جواب میں) فرمایا رات اور دن میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ اُس نے عرض کیا۔ ان کے سوا بھی مجھ پر کیا اور نمازیں (فرض) ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مگر نفل (نمازیں) پڑھنے کا تم کو اختیار ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے (فرض) ہیں۔ اُس نے کہا کیا ان کے علاوہ بھی کچھ اور روزے مجھ پر (فرض) ہیں آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مگر نفلی روزوں کا تجھ کو اختیار ہے۔ طلحہؓ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے سامنے زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ اُس نے پوچھا کیا (اس) زکوٰۃ کے سوا بھی مجھ پر کچھ اور (فرض) ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مگر صدقہ نفل کا تجھ کو اختیار ہے۔ طلحہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ (نجدی) یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ خدا کی قسم میں نہ تو اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس میں سے کچھ کم کروں گا۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس شخص نے یہ سچ کہا ہے تو کامیاب ہو گیا (بخاری و مسلم)

عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ سفیان بن عبد اللہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام کے متعلق مجھ کو کوئی ایسی بات بتلا دیجئے۔ کہ پھر آپؐ کے بعد میں اس کے متعلق کسی سے کچھ دریافت نہ کروں۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر آپؐ کے سوا کسی سے دریافت نہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا زبان (اور دل) سے اس امر کا اقرار کر کہ میں خدا پر ایمان لایا۔ اور پھر اس اعتراف پر قائم رہ۔ (مسلم)

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۱۳ ستمبر کو بذریعہ ٹیپسیبل کراچی اور پھر وہاں سے عمرہ کے لئے ۱۶ ستمبر کو حرمین الشریفین روانہ ہو گئے ہیں۔ اگرچہ حضرت اقدس نے اپنے اس پروگرام کو آخری وقت تک انخفاء راز میں رکھا۔ لیکن پھر بھی بعض احباب کو اس کی اطلاع مل گئی اور گیارہ ستمبر بروز بدھ مغرب کے قریب لاہور اور بیرونجات سے کافی احباب جمع ہو گئے۔ نماز مغرب کے بعد حضرت اقدس نے ان حضرات کے سامنے ایک مختصر مگر اہم تقریر فرمائی جو ہدیہ قارئین ہے۔ "ادارہ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس ذکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

عنوان عرض کرتا ہوں

حرمین شریفین کے سفر پر روانگی کے وقت اللہ اللہ کرنے والی جماعت کے نام آخری پیغام

میرا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کا کام اپنے جس بندے سے چاہتے ہیں لے لیتے ہیں۔ نیکی کا کام کرنے میں بندے کا نہ کوئی ذاتی اختیار ہوتا ہے اور نہ اس کی قابلیت اور استعداد کو اس میں دخل ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ کسی سے نیکی کا کام لے لیں۔ کیونکہ نیکی کرنے میں جو قوتیں کام کرتی ہیں وہ سب اسی کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ آنکھوں میں بینائی۔ کانوں میں قوت شنوائی۔ زبان میں قوت گویائی۔ دماغ میں عقل۔ ہاتھوں میں پکڑنے اور پاؤں میں ... کی طاقت۔ سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے۔ اسی واسطے کسی اللہ والے نے فرمایا ہے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشتت

(ترجمہ:۔ اگر تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے تو یہ تیرا اس پر احسان نہیں ہے بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تجھے اپنی خدمت کے لئے اس نے مقرر کر رکھا ہے۔) بادشاہ کو خدمتگذاروں کی کیا کمی ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ جس کو چاہے اپنی خدمت کا موقعہ فرمائے۔ اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو پھر نیکی کا اجر دینا بھی اس کا ... ہے۔ ورنہ ہمارا حق نہیں ہے کہ ہم ... کہ ہمیں اجر دیا جائے۔ فضل کے معنی احسان ہے۔ مطالبہ کرنے کا ہمیں حق ہی نہیں بندہ تو صفر محض ہے۔ نیکی کا کوئی کام لے لے تو یہ اس کا فضل ہے۔ نیکی کا اجر دے دے تو یہ اس کا احسان ہے۔ اپنا حق سمجھ کر ... مطالبہ کرنا جرم ہے۔ البتہ اجر کے لئے دعا کرتا رہے۔ تو یہ جائز ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے یہ کہے کہ اے اللہ میں تیرے ہی دروازہ پر پڑا ہوں تو ہی دے۔ میں اور کسی سے کیوں مانگوں ——— اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا میں کسی کا انسان کام کرتا ہے۔ اس سے معاوضہ طلب کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا اس پر کوئی احسان نہیں۔ مثلاً دوکاندار سے ہم نے سودا لیا اور دام دے دیئے نہ ہمارا اس پر اور نہ اس کا ہم پر کوئی احسان ہے۔ عوض معاوضہ برابر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ اور کسی کا درجہ نہیں کہ ہم اس کا کام کر کے اس سے معاوضہ طلب نہ کر سکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے کہ اس کے دین کی خدمت کر کے اپنا حق سمجھ کر اجر کا مطالبہ کرنا جرم ہے۔ کافر بھی جب کسی سے کوئی کام کراتا ہے۔ تو اس کو مزدوری دیتا ہے تاکہ وہ کچھ کھا پی کر تازہ دم ہو کر دوبارہ پھر کام کے لئے آئے۔ اللہ تعالیٰ تو سب سخیوں کا خالق ہے۔ جب اس نے کام کرایا ہے تو اجر بھی ضرور دے گا۔ اگر اور کسی سے بھی اجر مانگتا ہے۔ تو پھر یہ نہ کہے کہ میں خدا واسطے خدمت کر رہا ہوں۔

مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کی جو خدمت لی ہے یہ اس کا فضل ہے میں اپنا حق سمجھ کر اس سے اس کا معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرے دونوں مربیوں کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین یا الٰہ العالمین ان کے جوتوں کی خاک سے ایک یہ موتی ملا ہے کہ تمہارا ... اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے نہیں مانگنا۔ اللہ تعالیٰ بیٹے کسی سے نہیں اور بیٹے سب کو ہیں۔ انسان کو اسی سے طمع رکھنی چاہیئے۔ جب وہ خدمت لے گا تو اجر ضرور دیگا۔ اگرچہ یہ اس کا حق نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ ان کی عزت نہیں ہوتی۔ اگر ایک شخص آپ کو پانی مفت پلا دے۔ جبکہ گھڑا اور گلاس آپ کا ہو تو آپ محسوس کریں گے کہ اس نے آپ پر احسان کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد عرض کرتا ہوں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءًا فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کو ایک صف میں کھڑا کیا جائیگا پھر ان کے پاس سے بہشتیوں میں سے ایک آدمی گزرے گا۔ پھر دوزخیوں میں سے ایک آدمی اُسے کہے گا۔ اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں۔ میں وہی ہوں جس نے تمہیں ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہے گا۔ میں وہی ہوں جس نے تمہیں وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پھر وہ بہشتی اس کے حق میں شفاعت کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اُسے بہشت میں داخل کر دے گا۔)

اس ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ بغیر معاوضہ کے پانی کا ایک گلاس پلانا یا وضو کے لئے پانی دینے کا اتنا بڑا اجر ہے کہ ایک دوزخی

کو دوزخ سے نکال کر جنت میں پہنچا دیا گیا اگر وہ پیسہ لے لیتا تو پھر اس کا حق نہ تھا۔ کہ قیامت کے دن وہ شفاعت کی درخواست کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کی مجھ سے جو خدمت لی ہے۔ یہ میرا جماعت پر احسان نہیں ہے۔ بلکہ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں خوش ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ اللہ سیکھنے کے لئے میرے پاس اپنا کوئی بندہ بھیجا ہے۔ جتنا وہ اللہ اللہ کرے گا۔ مجھ کو ثواب ملے گا۔ بلکہ مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہوگا کہ اس نے مجھ سے یہ کام لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (ترجمہ:- نیکی پر دلالت کرنے والا مثل نیکی کرنے والے کے ہے)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور میرے دونوں مربیوں کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی دین کی خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن جننے والی ماں کا بھی حق ہوتا ہے اگر ماں باپ نے بد دعا کی تو دوزخ میں جائے گا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (ترجمہ وہ دونوں (ماں باپ) تیری جنت اور دوزخ ہیں میرے جن دو مربیوں کی صحبت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھ عطا فرمائی ہے میرا ایک ایک رونگٹا اُن کے لئے دُعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے آپ کی جو خدمت کی ہے اس کے اجزاء عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ نے ان کو لوح دل پر لکھ لیا اور عمل کیا تو میری اور آپ کی نجات ہو جائیگی اگر آپ ان کو بھول گئے تو آپ بھی خطرہ میں پڑ جائیں گے۔

۱- اللہ تعالیٰ میری جماعت کو شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بیعت کے وقت میں جو الفاظ کہلواتا ہوں ان میں سے ایک شرک ہے۔ توبہ بھی ہے۔ شرک کیا ہے۔ بندے کا جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیئے۔ وہ غیر اللہ سے رکھنا یہ شرک ہے شرک کے مقابلہ میں توحید آتی ہے۔ توحید میں وحدت جانبین سے ہونی چاہیئے۔ توحید کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں اور میں بھی تیرے سوا کسی کا نہیں ہوں۔ توحید یہ ہے کہ اگر مصیبت آئے تو خدا سے دُعا کی جائے۔ صحت بگڑ جائے تو خدا سے صحت مانگی جائے۔ افلاس و ناداری آئے تو اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے۔ غرض یہ کہ ہر ضرورت کے لئے اُسی کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توحید پر استقامت عطا فرمائے۔ جس طرح باپ مرجائے تو چھوٹے بچے آوارہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح شیخ کے بعد استقامت کا پتہ چلتا ہے۔ پھر اپنا اپنا رنگ نکلتا ہے۔ بعض صاحب استقامت نکل آتے ہیں اور بعض ڈھل مل یقین۔

(۲) اللہ تعالیٰ میری جماعت کو کفر سے بھی بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایمان کی ضد کفر ہے۔ ایمان جائے تو کفر آتا ہے۔ ایمان یہ ہے کہ اے اللہ میں تیرا اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم دل سے مانتا ہوں۔ صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علےٰ ذالک من الشٰھدین والشّٰکرین یہ ایمان ہے۔ عمل میں کوتاہی ہو جائے تو بخشش ہو سکتی ہے۔ عام طور پر مسلمان عمل میں قاصر ہیں۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ اکثر مسلمان فرض جانتے ہیں۔ لیکن عمل میں کوتاہی آ جاتی ہے۔ اگر ایمان سلامت رہا تو ایسے شخص کے لئے شفاعت بھی ہو سکتی ہے اور نجات بھی۔ اللہ تعالیٰ ایمان میں خلل سے بچائے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا اگر کوئی حکم ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہمیں ہر حالت میں اس پر دل سے مہر تصدیق لگانے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ میری جماعت کو سنت کا پابند بنائے اور بدعت سے بچائے۔ بکثرت لوگ سنت سے ہٹ کر بدعت میں پھنس جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ غُضَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَۃً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُھَا مِنَ السُّنَّۃِ فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّۃٍ خَیْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَۃٍ (رواہ احمد) (ترجمہ۔ غضیف بن حارث ثمالیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس قوم نے (دین میں) کوئی نئی بات نکالی۔ اس کے مثل ایک سنت اُٹھا لی جاتی ہے۔ پس سُنّت کو مضبوط پکڑنا بدعت سے بہتر ہے۔

بدعت کے دو جُز ہیں۔ ۱۔ دین کے رنگ میں کوئی نئی چیز ایجاد کرنا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو۔ ۲۔ اس کو ساری اُمّت پر لازم کرنا۔ لازم کرنے کی دلیل یہ ہے کہ نہ کرنے والے پر طعن کیا جائے۔ مثلاً ایک شخص روزانہ ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے اگر وہ نہ پڑھنے والوں پر طعن نہیں کرتا تو یہ بدعت نہیں ہے۔ میں قادری ہوں۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ قادری اور چشتی چاروں طریقوں کو درست سمجھتا ہوں۔ ہمارے بعض بھائی جو گیارہویں نہ دیں ان کو وہابی (بے ایمان) کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں ہے اور سورہ مائدہ کی آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا حجۃ الوداع کے موقعہ پر نازل ہو چکی ہے۔ گویا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے تقریباً پونے پانچ سو سال پہلے دین مکمل ہو چکا ہے۔ پھر گیارہویں شریف جزو ایمان کیسے بن گئی۔ کہ نہ دینے والوں کو وہابی کہا جائے۔

میرے دادا پیرؒ ایک ہیں اور مربّی دو ہیں۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ میری بیعت کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ انہوں نے قادری خاندان کے سب اشغال سکھلائے۔ لیکن اس میں گیارہویں شریف کا نام کہیں نہیں آیا۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ میری بیعت کے بعد بائیس سال زندہ رہے۔ انہوں نے بھی کبھی گیارہویں شریف کا ذکر نہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز ایمان اور کفر میں مابہ الامتیاز تھی۔ اس زمانہ میں منافقین بھی نماز پڑھتے تھے۔ لیکن اب گیارہویں شریف ایمان اور کفر میں مابہ الامتیاز ہے۔ ایک شخص نماز فرض ہونے کے باوجود نہیں پڑھتا نہ رمضان شریف کے روزے رکھتا ہے۔ حج اگر اس پر فرض ہے تو نہیں کرتا اور اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے تو ادا نہیں کرتا۔ لیکن آئمہ مساجد کو بڑے اہتمام کے ساتھ گیارہویں کھلا دیتا ہے تو وہ پکا مسلمان ہے اور جو پنجوقتہ نماز با جماعت ادا کرے۔ رمضان کے روزے باقاعدہ رکھے۔ حج بھی کر چکا ہو اور زکوٰۃ پائی پائی گن کر ادا کرتا ہو لیکن گیارہویں نہ دے تو وہابی (بے ایمان) ہے

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

نعتِ رسولؐ

(از جناب احمد سعید صاحب انصاری اوکاڑہ بلند شہری)

سدا ہو زباں پر محمدؐ محمدؐ — کہ ہیں سب سے بہتر محمدؐ محمدؐ
اُٹھوں حشر کے روز مَیں اس طرح سے — کہ ہو میرے لب پر محمد محمد
نکیرین پوچھیں گے اُمّت ہو کس کی — کہوں گا مچل کر محمدؐ محمدؐ
شفاعت میں تاخیر جس وقت ہوگی
کہیں گے پیمبر محمدؐ محمدؐ

حقائق

(از جناب خادمؔ صاحب کیتھلی ملتان)

مسلم ہیں اور پھر بھی مسلماں نہیں ہیں ہم — بندے ہیں اور بندۂ یزداں نہیں ہیں ہم
شاد گرچہ "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ" ہے مگر — مومن ہیں اور صاحبِ ایماں نہیں ہیں ہم
اے دوستو! بتاؤں تباہی کی وجہ مَیں — حامل ہیں اور عاملِ قرآں نہیں ہیں ہم
کہنے کو آج بھی ہمیں حاصل ہے اقتدار — خائف عدو تھے جن سے وہ سلطاں نہیں ہیں ہم
ہر آستانِ غیر پہ رہتے ہیں سجدہ ریز — اُس ذاتِ کبریا کے ثناخواں نہیں ہیں ہم
تاریک کائنات ہے اپنے وجود سے — اب وُہ چراغِ محفلِ عرفاں نہیں ہیں ہم
خادمؔ! اگر مٹانا ہے دُنیا سے کفر کو
کہدو یہ صاف پیروِ شیطاں نہیں ہیں ہم

اِنسان رُوح اور جسم دو چیزوں سے مرکب ہے

(از جناب مولانا محمد سعید صاحب بانی مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن ڈونگہ بونگہ ضلع بھاولنگر)

گزشتہ سے پیوستہ

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۲۳ - اگست ۱۹۵۷ء

ایک واقعہ لکھا ہے کہ رابعہ بصریؒ کو جب قبر میں رکھا گیا تو منکر نکیر آئے - اور فرمایا - مَنْ رَّبُّكِ وَمَا دِيْنُكِ - بی بی نے سوال کیا تم کہاں سے آئے ہو - فرشتوں نے کہا آسمان سے - پوچھا کتنی دُور ہے - کہا ہزاروں میل - فرمایا کہ میں کہاں سے آئی ہوں کہا اس بستی سے - کہا کتنی دُور ہے - فرمایا ایک میل - تو کہا کہ افسوس کہ تم ہزاروں میل سے بھی اپنے رب کو نہ بھولے اور میں ایک میل ہی میں بُھول گئی - جاؤ رب سے پوچھو رابعہؒ کون ہے - اگر رب کہہ دے کہ وہ میری بندی ہے تب تو تعلق کا مزا ہُوا - ورنہ اگر رابعہ رٹ لگائے جائے کہ وہ میرا رب ہے - اور رب کہدے کہ میری بندی نہیں تو کیا تعلق ہُوا - سبحان اللہ ذاکرین جب اپنی امراض کا علاج کرا لیتے ہیں تو اُن کی کیسی شان ہو جاتی ہے - اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم سب شفایاب ہو کر آخرت کا سفر کریں -

لکھا ہے کہ جب افریقہ کے جنگل کے اندر مسلمانوں کو چھاؤنی ڈالنے کی ضرورت پیش آئی تو اُس جنگل میں ہر قسم کے موذی جانور اور درندے بکثرت رہتے تھے - حضرت عقبہؓ امیر لشکر نے جنگل میں اعلان فرمایا - اَيُّهَا الْحَشَرَاتُ وَالسِّبَاعُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَارْحَلُوْا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَجَدْنَاهُ بَعْدُ قَتَلْنَاهُ - یعنی اے زمین میں رہنے والو جانورو اور درندو - ہم صحابہ کی جماعت اس جگہ رہنے کا ارادہ کر رہے ہیں - اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ - اس کے بعد جس کو ہم پائینگے قتل کر دینگے - بس یہ اعلان تھا یا کوئی بجلی کی لہر تھی جو ان درندوں اور جانوروں میں سرعت سے دوڑ گئی - اور وہ اپنے اپنے بچّوں کو اُٹھا کر سب دُم دبائے بھاگ کھڑے ہوئے - حتیٰ کہ مچھّروں تک سب نکل گئے -

مشکوٰۃ شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضرت سفینہؓ رومیوں کی ایک لڑائی میں یا کسی دوسرے موقعہ پر راستہ بھول گئے - اتفاق سے ایک شیر سامنے آ گیا - اُنہوں نے اس شیر سے فرمایا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور مجھے یہ صورت پیش آ گئی (یعنی راستہ بھول گیا ہوں) وہ شیر کُتّے کی طرح دُم ہلاتا ہُوا اُن کے ساتھ ہو لیا جہاں کہیں کوئی خطرہ کی بات پیش آتی وہ دوڑ کر اُس طرف جاتا اور لوٹ کر پھر اُن کے پاس آ جاتا - اسی طرح دُم ہلاتے ہوئے اُن کے ساتھ ہو لیا - حتیٰ کہ لشکر تک پہنچا کر واپس چلا گیا -

معزز قارئین ! یہ قصّے محض لطف لے کر پڑھنے کے لئے نہیں ہیں - بلکہ اپنی بد حالی اور بد اعمالی پر رونے کے لئے ہیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے پاک ارشادات میں ایک ایک چیز بتا دی ہے - بھلائی اور بُرائی کے راستے علیٰحدہ علیٰحدہ کر دیئے ہیں - ہمارے اسلاف نے اُن پر عمل کیا اور وہ کامیاب ہو گئے ہم نے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک فرامین کی قدر کی اور نہ اُن بزرگوں کے حالات سے عبرت حاصل کی نہ اللہ کا خوف کیا - اور نہ اُس کے رسولؐ کی پیروی کی - لیکن جو آرزوئیں اور امیدیں لگائے بیٹھے ہیں وہ جو بو کر گیہوں کاٹنے کی ہیں - حضورؐ نے فرمایا جس شخص کا ارادہ آخرت کی طلب کا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کے دل میں غنا ڈال دیتا ہے - اس کے منتشر امور کو مجتمع کر دیتا ہے - اور دُنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر پہنچتی ہے - اور جس شخص کی نیّت دُنیا طلبی کی ہوتی ہے فقر اس کی نگاہ کے سامنے رہتا ہے - کاموں میں انتشار اور تشتت رہتا ہے - اور مقدر سے زیادہ تو ملتا ہی نہیں - اس حدیث کے مطابق صحابہ کرام اور ان کے بعد اولیاء کرامؒ کے قصّے حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں - کہ دُنیا کس قدر ذلیل ہو کر اُن کے پاس آتی تھی - اور کیوں نہ آئے - جب دُنیا کی ہر چیز انہیں کے لئے پیدا کی گئی ہے -

حضرت عاصم بن عمروؓ میسان فتح کرنے کے لئے گئے - تو لشکر کے پاس خورد و نوش کا سامان بالکل ختم ہو گیا - وہاں کے علاقہ فارس کا ایک شخص جو کہ چرواہا تھا ایک بن کے کنارے پر ملا - اس سے دریافت کیا کہ کہیں دودھ اور بار برداری کے جانور مل سکیں گے - اُس نے جھوٹ کہہ دیا - کہ مجھے علم نہیں - لیکن فوراً ہی اُس بن کے اندر سے ایک بیل نے آواز دی - كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ هٰهُنَا نَحْنُ - اللہ کے دشمن نے جھُوٹ بولا ہے - ہم یہاں موجود ہیں - اس آواز پر عاصمؓ گئے اور اس کو بن سے پکڑ لائے اور سب کو تقسیم کر دیا - سبحان اللہ ذاکرین کی کیا شان ہے - کہ دُنیا اُن کے قدموں میں ذلیل ہوتی پھرتی ہے - مَیں نے تو اپنے اکابر حضرت شیخ المشائخ رائپوری مدّظلّہ، حضرت اقدس مدنی نوّر اللہ مرقدہ کو اپنی انکھوں سے دیکھا ہے کہ لوگ ہزاروں روپے اُن کے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں - اور یہ اپنے غنا کی وجہ سے دھیان و خیال تک نہیں فرماتے اور صاف انکار فرما دیتے ہیں - لوگ دُنیا کے پیچھے پیچھے ذلیل و خوار ہوتے پھرتے ہیں ؎ اور یہ نگاہ تک اُٹھا کر نہیں دیکھتے - افسوس جس کی ضرورت ہے اس سے لاپروا ہی اور جس کی ضرورت نہیں فانی ہے - اس کے پیچھے منہمک ہیں - یہ جسم فانی ہے اس کی تربیت کے لئے ہر شخص کوشش کرتا ہے اور اس کی تربیت کے ذرائع کو خوب اپنائے ہُوئے مست ہے - تجارت، زراعت - ملازمت کے لئے خوب تگ و دو کی جاتی ہے - اور اس کوشش کا اکثر حشر ہم نے یہ دیکھا ہے کہ بیس بائیس سال تک تعلیم حاصل کر کے بی - اے ایم - اے بنا اور پھر کوشش کر کے تھانیداری تحصیلداری کی درخواست دی - بڑی بڑی سفارشیں کرائیں - رشوتیں پہنچائیں - اچانک بیمار ہُوا - اور مر گیا - ادھر جنازہ جا رہا ہے - راستہ میں چپڑاسی منظوری کا حکم لے کر ملتا ہے - کہ فلاں نام والا تحصیلدار یا تھانیدار بن گیا - اس کی منظوری کے کاغذات لایا ہوں - جنازہ اُٹھانے والے رو کر کہتے ہیں - افسوس یہ اس کی میّت جا رہی ہے - تاجر پیشہ کا حشر دیکھا ہے کہ کراچی وغیرہ بڑی تجارتی منڈیوں سے تار آیا کہ تیرا مال اتنے منافع پر فروخت ہُوا اور اتنے لاکھ روپے منافع ہُوا - اس بیچارہ نے بڑی تگ و دو کر کے انتہائی محنت

؎ اور اللہ والے جو اپنی روحانی امراض کا علاج کرا کے شفایاب ہو جاتے ہیں - دنیا ان کے پیچھے ذلیل و خوار ہو کر پھرتی ہے -

مشقت سے مال فراہم کر کے بھجوایا تھا۔ چند روز بعد اچانک معمولی نزلہ زکام ہُوا۔ اور نمونیہ بن گیا۔ اور داعیِ اجل کو لبیک کہنا پڑا۔ اب جنازہ لئے جاتے ہیں کہ بذریعہ تار اطلاع ملتی ہے۔ کہ فلاں آدمی کو اتنے لاکھ روپے کا منافع ہُوا۔ ورثاء روتے ہیں کہ یہ جنازہ اسی کا جا رہا ہے۔ اسی طرح اکثر زمینداروں کو دیکھا گیا ہے بلکہ مشاہدہ کی بات ہے میں نام لینا نہیں چاہتا۔ ہمارے ایک زمیندار اچھے خاصے واقف تھے اور میرے سسرال میں تھے۔ سینکڑوں، ہزاروں ایکڑ زمین کے مالک تھے۔ انتہائی محنت اور مشقت سے کاشت کی جاتی کہ عید بقر عید کے دن بھی کاشت کا کام ہوتا رہتا تھا۔ کسی وقت چین نہ تھا ان کی محنت ومشقت کو دیکھ کر اکثر دیکھنے والوں کو ترس آتا تھا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ جب فصل پک کر تیار ہو گئی اور گھر پر لائی جانے لگی۔ ہزاروں من غلّہ ہوا۔ بیل گاڑیاں اونٹ باربرداری قطار در قطار اناج لا رہے ہیں۔ اور ادھر زمیندار مالک کی میّت کو غسل دیا جا رہا ہے۔ غرض اس قسم کے بیسیوں واقعات دیکھنے میں آئے۔ کوئی ہے جو عبرت حاصل کرے؟

دنیائے فانی کی کونسی چیز ہے جو ایفا کرتی ہے۔ دنیا دار تمام دنیا کی اشیاء پر حسرت لے کر بڑی تکلیف میں مرجاتے ہیں۔ افسوس دنیا کی خاطر جان تک قربان کر دی مگر اس نے ایفاء نہ کیا اور مرتے وقت کو بھی دولت مال و اولاد و احباب سب کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے اور افسوس کرتا ہے کہ ان میں سے ایک نے بھی وفا نہ کی۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ سورۃ الجن پارہ ۲۹ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ سورہ المجادلہ پارہ ۲۸ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔ سورۃ طٰہٰ پارہ ۱۶

اب آپ غور کریں کہ دنیا حاصل کرنے کی خاطر جو اللہ سے غافل ہوا وہ شیطان کے گروہ میں شمار ہوا۔ دنیا کی زندگی تنگ گزری اور آخرۃ میں اندھا کر کے اُٹھایا جائے گا۔ افسوس ہے کہ دنیا نہ یہاں کام آئی اور نہ آخرت کے لئے ذخیرہ بن سکی گویا ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

بعض لوگ اس دھن اور وہم میں لگے رہتے ہیں کہ اب تو زیادہ سے زیادہ کما لو۔ جب فراوانی اور خوشحالی ہو جائے گی تو آخرۃ کے لئے بھی کچھ کر لیں گے۔ اور ان بیچاروں کو یاد نہیں رہتا کہ موت کس وقت آ جائیگی وقت مہلت دے گا یا نہیں۔ میرے ایک دوست تھے۔ میں اُسے کہتا تھا کہ داڑھی رکھو اور نماز پڑھا کرو۔ جواب دیتے کہ مولوی صاحب جب شادی ہو جائے گی اور بچے ہو جائیں گے پھر داڑھی رکھوں گا۔ مگر اللہ کے حکم کا کس کو علم تھا۔ ادھر شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں اور ادھر عزرائیل علیہ السلام موت کے وارنٹ لے کر پہنچ گئے۔ وہ تو اپنے وقت کا پابند ہے۔ عین وقت پر روح قبض کر لیتا ہے۔ اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں کسی پر بھی رحم یا ترس نہیں کرتا۔ ایک بار اللہ تعالےٰ نے پوچھا اے عزرائیل کسی پر جان نکالتے وقت کبھی تجھے ترس بھی آیا ہے یا نہیں عرض کیا دو دفعہ رحم آیا۔ ایک دفعہ دریا میں غرق شدہ جہاز کے ایک تختہ پر ایک عورت کی جان نکالنے لگا تو اس عورت کے شیرخوار بچے پر رحم آیا جو اس کی چھاتی سے لپٹا پستان منہ میں لئے ہوئے تھا۔ خیال آیا کہ اس بچے کا اب کون وسیلہ بنے گا۔ ایک ماں تھی جس کی روح قبض کر لی گئی اور وہ مر گئی۔ اور دوسری مرتبہ جب بادشاہ شداد نے باغ جنت تیار کرایا اور دیکھنے کے لئے گھوڑے پر پابہ رکاب ہونے لگا تو میں نے اس کی روح قبض کر لی۔ خیال آیا اور ترس بھی آیا کہ بیچارے نے بڑی محنت مشقت اور صرف کثیر سے باغ تیار کرایا اور دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ باری تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ بچہ (جس کی ماں کی روح دریا میں شکستہ جہاز کے تختہ پر قبض کی گئی تھی) یہی شداد بادشاہ تھا۔ ہم نے بہت بڑی سلطنت اور دولت کثیر عطا کی تھی اور وہ باوجود اتنے انعامات کے ہماری یاد سے غافل رہا اور اسی غفلت کے نشہ میں موت آ گئی۔

کتنا ہی عبرت ناک واقعہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس ناتواں و بے کس بچے کو کس طرح پالا۔ اور محفوظ رکھا۔ اور پھر بہت بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی مگر وہ بجائے شکر ادا کرنے کے دولت کے نشہ میں خدا کا بے فرمان ہو کر مرا۔ اکثر لوگ کثرتِ مال کی وجہ سے بھی گمراہ ہوتے ہیں اور موت کا تو تصور بھی اُن کے ذہن میں نہیں ہوتا کہ اچانک پنجۂ اجل میں گرفتار ہو کر واصلِ جہنم ہو جاتے ہیں

اللھم لا تجعلنا منھم

(باقی آئندہ)

مشک آنست کہ خود ببوید

1- میں نے آپ کا رسالہ خدام الدین پڑھا ہے جس میں مجھے دینی مسائل سے علمیت بڑھانے کا بہت شوق پیدا ہُوا ہے۔

مستری قادر بخش صاحب چمنی محلہ بھکر

2- آپ کا پرچہ پڑھ کر دل کو از حد سرور حاصل ہُوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو دین کی خدمت کرنیکی اور توفیق عطا فرمائے۔ دبالخصوص اس گئے گزرے زمانہ میں۔

ہیڈ ماسٹر صاحب، مڈل سکول بندہ براستہ لبسالی

3- ہفت روزہ خدام الدین بہت ہی پسند آیا اس کو پڑھ کر بندہ کو بہت ہی شوق پیدا ہُوا

حاجی محمد فضل صاحب وانا کیمپ جنوبی وزیرستان

4- خدام الدین پڑھ کر بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ آپ صاحبان دین اسلام کی اشاعت کا کام مکمل طریقہ سے سرانجام دے رہے ہیں۔

وزیر محمد اینڈ کو غلہ منڈی شیر گڑھ مانسہرہ

5- آج کے زمانہ میں میرے خیال میں اسلامی اشاعت کا سب سے زیادہ خدمتگار اس اخبار سے کوئی دوسرا نہیں۔

حافظ محمد اسحٰق خاں (صاحب) زمیندار سنجر چانگ تحصیل ٹنڈو الہ یار سندھ

6- میرے ایک عالم فاضل دوست (جو کہ مقامی جمعیت اسلامی کے امیر ہیں) نے آپ کے رسالہ خدام الدین کی تعریف کی اور خریدنے کی سفارش کی ہے۔

چوہدری اقبال محمد (صاحب) پٹواری نہر کوٹ برکت علیخان

7- آپ کا اخبار خدام الدین نظر سے گزرا بہت پسند آیا

قاضی محمد اسمٰعیل (صاحب) جام نواز علیخان (سندھ)

8- پاکستان کے اس واحد اسلامی اور دینی پرچہ نے جتنی اسلامی بیداری اور دینی شعور پیدا کیا ہے۔ اس کی قدر نہ کرنا انتہائی بے انصافی ہے۔

مولانا حاجی فقیر محمد صاحب بلوچ لیاری کوارٹرز کراچی

9- آپ کا ہفت روزہ خدام الدین لاہور دیکھا اور پڑھا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی خدا کرے یہ ہفت روزہ ہمیشہ جاری رہے۔

ماسٹر منظور الٰہی صاحب ارشد۔ براستہ کوہالہ (کوہ مری)

بیان القرآن

(ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی) بی اے۔ بی۔ ٹی۔ پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ۔)

قرآن کریم نے تمامی ابواب ہدایت کے متعلق جو کچھ تعلیم دی ہے۔ اس کی پوری تفصیل کسی انسانی بیان میں کہاں سما سکتی ہے۔ قرآنی علوم کا دریائے ناپیدا کنار کس کی مٹھی میں آ سکتا ہے اور کس بشر کی طاقت ہے۔ کہ وہ اس رب العزت کے سمندر کو ایک کوزہ میں بند کر سکے۔ لیکن قرآن کے اعجازوں میں سے شاید یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ وہ جس قدر مشکل ہے۔ اسی قدر آسان بھی ہے۔ جتنا طویل و عریض ہے۔ اتنا ہی مختصر بھی ہے۔ یعنی جس طرح وہ ایک بڑے سے بڑے روشن دماغ حکیم کا پیٹ حکمتوں سے بھر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک وحشی سے وحشی انسان کی پیاس بھی اپنے چشمۂ ہدایت سے بجھا سکتا ہے۔

قرآن کے علوم و معارف کا تھوڑا سا اندازہ کرنے کے لئے ایک بہت ہی سہل طریقہ بتلایا جاتا ہے کہ مضمون روحانیت اور ابواب ہدایت میں سے جو مضمون اور باب چاہو لے لو اور جتنی کتابیں آسمانی ہونے کا دعوےٰ کرتی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک باب کے متعلق جو تعلیمات ہیں۔ ہر ایک مذہب والا انتخاب کر کے پیش کر دے۔ انسانی کتابوں اور آراء سے کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ جو کچھ ہو آسمانی کتاب کے حوالہ سے مع اصل عبارت کے ہو۔ اور عبارت کا صحیح ترجمہ ملکی زبان میں کر دیا جائے۔ اس کے بعد وہ سب تحریریں کسی ایک متفق علیہ حکم کے سامنے یا عام پبلک کے روبرو پیش کر دی جائیں۔ بیک نگاہ سب کے سامنے آنے سے دنیا خود فیصلہ کر لے گی۔ کہ کس کتاب کی تعلیم اس باب میں زیادہ جامع، زیادہ مؤثر، زیادہ مبرہن اور زیادہ قابل قبول ہے۔ اس سے بڑھ کر آسان اور بے تکلف صورت تعلیمی موازنہ کی اور کوئی نہ ہوگی۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

قرآن میں ایک مضمون دوسرے سے مغلوب نہیں ہوتا

انسان چونکہ مخلوق ہے اور کمزور مخلوق ہے اس لئے جب اس پر کوئی حالت طاری ہوتی ہے تو اس کے مقابل والی حالت مضمحل اور مغلوب ہو جاتی ہے اور بڑے سے بڑا قادر الکلام سخنور جب غصہ میں بھرا ہوا مضمون بیان کرتا ہے تو عین اسی وقت ملاطفت اور مہربانی کی تقریر ویسے زور سے نہیں کر سکتا۔ اسی طرح شفقت و رحمت کے ساتھ اگر غضب و سخط کی بھی ضرورت ہو تو دونوں کا مساویانہ توازن قائم رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ صرف خداوند اکبر ہی کی ذات کا خاصہ ہے۔ جس کی ایک صفت دوسری صفت کے لئے مزاحم نہیں ہوتی اور جس کی ایک شان دوسری شان سے مشغول نہیں کر سکتی کہ وہ ہر وقت و ہر آن تمامی متقابل صفات کے ساتھ متصف ہے۔ اسی لئے جب اس کے کلام کو ہم پڑھتے ہیں۔ تو رحمت کے ساتھ غضب، وعدہ کے ساتھ وعید تبشیر کے ساتھ انذار اور خوف کے ساتھ امید جب ترازو کے دو پلڑوں کی طرح ہمیں برابر نظر آتے ہیں۔ جن میں کوئی بھی دوسروں سے جھکا ہوا نہ ہو۔ عین غصہ کے وقت پیار۔ اور پیار کے ساتھ غصہ اس طرح سے کہ ایک کا بیان دوسرے سے وزن میں گھٹنے نہ پائے یہ صرف اسی رب العالمین کے کلام میں دیکھا گیا ہے۔

قرآن کے مضامین کے متعلق ایک اور ضروری چیز قابل بیان ہے۔ وہ اُمم ماضیہ اور سنین گذشتہ کی ایسی مفصل اور درست خبریں اور واقعات مستقبلہ کے متعلق اس کی متعدد پیش گوئیاں ہیں جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو چکیں یہ نہیں کہ کاہنوں اور منجموں کے اٹکل پچو بیانات کی طرح سو میں سے ایک دو دفعہ تیر نشانہ پر جا لگا۔ بلکہ قرآن نے جن واقعات کی خبر دی۔ وہ صبح صادق کی روشنی کی طرح نور افزائے دیدۂ بصیرت ہوئے۔

قرآن کو اوّل سے آخر تک دیکھ لو کس قدر مضامین مختلفہ کی رو ہے۔ جو کہ نہایت روانی، سلاست، آب و تاب اور شان و شوکت سے بہ رہی ہے اور ہر مضمون کو کس قدر قوت اور فصاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ کہیں معاش کا بیان ہے۔ نکاح کے حقوق و قواعد کی تعلیم ہے۔ کہیں میراث میت تقسیم کی جاتی ہے۔ کبھی نمازوں کا وعظ ہے۔ کبھی جہاد کا بیان ہے۔ لڑائی کے نقشے کھینچے جاتے ہیں۔ کہیں سنین ماضیہ کے تاریخی واقعات ہیں۔ کبھی دلوں کو رلانے والی پند و نصائح بیان کی جاتی ہیں۔ کبھی بہشت کا نقشہ ہے۔ کبھی دوزخ کا عذاب۔ یہ سب کچھ ہے مگر طرز بیان میں کوئی سستی نہیں۔ کمزوری نہیں۔ اختلاط نہیں۔ ہر موقع پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے مقابلہ سے تمام جن و انسان عاجز ہیں۔ اور ہر جگہ زبان پر آتا ہے کہ ع

"کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست"

اول سے آخر تک ایک ہی اسلوب اور ایک ہی طرح کا زور اور ایک ہی رنگ ڈھنگ اور سارے کلام کی یہ یکسانیت ہی پتہ دے رہی ہے کہ یہ کسی مخلوق کا یا کمیٹی کا کلام نہیں۔ بلکہ یہ اس کا کلام ہے۔ جس کی صفات سب کی سب کامل، غیر متبدل، لازوال اور نقص و فتور سے منزہ ہیں۔

خدائی کلام سے خدائی شان ٹپکتی ہے :-

پھر دیکھو اوّل سے آخر تک تمام مضامین نہایت شوکت اور کبریا و عظمت بھرے الفاظ اور زوردار لہجہ میں ادا کئے گئے ہیں۔ اگر یہ کلام اس بشر کا ہوتا۔ جس کی زبان سے ہم تک پہنچا تو اس کی مظلومیت اور دشمنوں کی مختلف چڑھائیاں تو سب کو معلوم ہیں۔ ناممکن تھا کہ اس کلام کے اندر کہیں نہ کہیں ظالموں کے سامنے تملق، خوشامد، مداہنت۔ بیچارگی اور مرعوب ہونے کے آثار موجود نہ ہوتے۔ جن کا نام و نشان بھی قرآن میں اول سے آخر تک موجود نہیں۔ بلکہ جس زور شور اور خدائی شوکت سے شروع ہوا۔ اسی تزک و احتشام اور زور کے ساتھ ختم بھی ہوا۔

قرآن اور اس کی جامعیت :-

اس کتاب میں تہذیب اخلاق۔ طریق تمدن و معاشرت، اصول حکومت و سیاست، ترقی روحانیت، تحصیل معرفت ربانی، تزکیہ نفوس، تنویر قلوب۔ غرضیکہ وصول الی اللہ اور تنظیم و رفاہیت خلائق کے وہ تمام قواعد و سامان موجود نظر آئیں گے۔ جن سے کہ آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے۔ اور جن کی ترتیب و تدوین کی ایک اُمی قوم کے اُمی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی پھر ان تمام علوم و حکم کا تکفل کرنے کے ساتھ جن کے بغیر مخلوق اور خالق کا تعلق صحیح طور پر قائم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی مخلوق دوسری مخلوق کے حقوق کو پہچان سکتی ہے۔ اس کتاب کی [illegible]

فصاحت و بلاغت، جامع و مؤثر اور دلربا طرز بیان، دریا کا سا تموج اور روانی، سہل و سلاست، اسالیب کا تفنن اور اس کی ندرت و حلاوت اور شاہنشاہانہ شان و شکوہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں۔ جنہوں نے بلند آہنگی سے سارے جہان کو مقابلہ کا چیلنج دیا ہے۔ جس وقت سے قرآن کے جمال جہان آرا نے غیب کی نقاب الٹی اور آدم کی اولاد کو اپنے سے روشناس کیا۔ اس کا برابر یہی دعوٰی رہا کہ میں خدائے قدوس کا کلام ہوں اور جس طرح خدا کی زمین جیسی زمین اور خدا کے سورج جیسا سورج اور خدا کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے۔ اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا عاجز رہے گی۔ قرآن کے دشمنوں کی لوگ سازشیں کرینگے مگر کامیاب نہ ہوں گے مقابلہ کے جوش میں کٹ مریں گے۔ اپنی مدد کے لئے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دعوت دیں گے۔ کوئی حیلہ کوئی تدبیر کوئی داؤ پیچ اٹھا نہ رکھیں گے۔ اپنے آپ کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالینگے سارے نقصانات اور مصائب برداشت کرنے کا تحمل ان کے لئے ممکن ہوگا۔ مگر قرآن کی ایک چھوٹی سی سورۃ کا مثل بنا لانا ممکن نہ ہوگا۔

مضامین قرآن

قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں کہ جس میں مندرجہ ذیل عمدہ خوبیوں میں سے کوئی خوبی نہ ہو۔

(۱) صفات الٰہیہ۔ مثلاً اس کا رحیم و کریم و ازلی و ابدی، و غفور و قادر و علیم و حلیم عادل و قدوس و محیی و ممیت و معزّ و مذل ہونا۔

(۲) خدا کا جمیع نقائص اور عیوب سے پاک ہونا جیسا کہ حدوث عجز و جہل و ظلم وغیرہ۔

(۳) توحید خالص کی طرف بلانا۔ شرک اور اس کی شاخ تثلیث کو مٹانا۔

(۴) انبیاء علیہم السلام کا اس طرح ذکر کرنا کہ جو لوگوں کو نیک چلنی کی طرف داعی ہو۔

(۵) ملائکہ کا مخلوق الٰہی ہونا اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کرنا۔

(۶) اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والوں کی مدح۔

(۷) منکروں کی برائی۔

(۸) اللہ تعالٰی ملائکہ عظام اور انبیاء علیہم السلام و روز حساب پر ایمان لانے کی تاکید

(۹) یہ وعدہ کہ انجام کار ایمان والے بے ایمانوں پر غالب رہیں گے۔

(۱۰) قیامت اور جزائے اعمال کا بیان

(۱۱) جنت و دوزخ کا ذکر

(۱۲) دنیا کی برائی اور اسکی بے ثباتی

(۱۳) عقبٰے اور اس کے ثبات کی مدح

(۱۴) اشیاء کی حلت و حرمت

(۱۵) احکام تدبیر المنزل

(۱۶) احکام سیاست مدن

(۱۷) تہذیب الاخلاق کی تعلیم اور مکارم اخلاق کی خوبی

(۱۸) محبت الٰہی اور اس کے پاک لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کی ترغیب

(۱۹) ان امور کا بیان کہ جو خدا تک رسائی کا ذریعہ اور اسکی خوشنودی کا باعث ہیں

(۲۰) بیگانہ اور مشتاق کی صحبت سے حذر

(۲۱) عبادت بدنیہ اور مالیہ میں خلوص نیت کی تاکید

(۲۲) ریاکاری اور دکھلاوے کی عبادت کی مذمت

(۲۳) اخلاق ذمیمہ پر تنبیہ

(۲۴) بری باتوں کے ترک کرنیکی تاکید

(۲۵) احکام شرعیہ کا بیان

(۲۶) ذکر الٰہی کی طرف ترغیب

(۲۷) زمین و آسمان میں اپنے آثار قدرت و جبروت کا بیان

(۲۸) عالم کبیر و عالم صغیر میں غور و تامل کرنے کا حکم

(۲۹) پہلے لوگوں کے سچے سچے واقعات کہ جن کے سننے سے انسان کے دل پر خدا کے غضب سے ڈر اور رحمت کی امید پیدا ہو

(۳۱) یہ بات کہ اس عالم کی جس قدر مخلوقات ہے سب کا وجود ظلّی اسی کی طرف سے ہے اور پھر اسی کی طرف لوٹ جائیگا۔

قرآن حکیم نہ صرف ایک مذہبی اور روحانی رہنمائی کی کتاب ہے۔ بلکہ وہ انسان کی ہر معاشی، اقتصادی، معاشرتی سیاسی اور بین الاقوامی ضرورت کے لیے مکمل قانون پیش کرتا ہے۔ قرآن حکیم ایک مرقع فطرت ہے۔ جس میں انسان کے فطری داعیوں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے قرآن کے قوانین میں ردّ و بدل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس قوم یا جماعت کے پاس ایسا مکمل ضابطہ ہو وہ دنیا میں خاسر و ناکام ہو قرآن اقوام عالم کے جملہ اختلافات کو مٹاتا ہے۔

اس کتاب میں گمراہوں کے عقائد باطلہ کا ردّ فرمایا۔ جملہ مخلوقات کی پیدائش کا بیان۔ زمین و آسمان کی تخلیق اور رات دن کا اختلاف۔ عجائبات قدرت سے توحید پر استدلال۔ خدا تعالٰی کے نیک بندوں کی خوبیاں اور ان پر انعام الٰہی اور نافرمان و سرکشوں کو عذاب کی دھمکیاں۔ علم التذکیر بالموت و ما بعدہٗ۔ عالم برزخ۔ قیامت وغیرہ۔ علم الاحکام۔ اس میں عبادات، معاملات، توحید و رسالت، مبداء و معاد کا بیان ہے۔

قرآن حکیم پوری تفصیل کے ساتھ اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی نبی آئے ان کا کام یہ تھا کہ لوگوں کو وحدانیت و ربوبیت کا پیغام حق سنا دیں۔ ان کو راہ حق بتلا دیں۔ دعوت قبول کرنے والوں کو دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات کی خوشخبری دیں اور کفر و شرک، فسق و فجور کے انجام سے ڈرائیں۔ تاکہ اللہ کی حجت بندوں پر پوری ہو جائے۔

اسلام لانے والوں پر قریش کے جور و ستم

نمبر ۵

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

(گذشتہ سے پیوستہ)

طائف میں مکہ سے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اب ایسا کرنا شروع کیا کہ مختلف قبیلوں کی سکونت گاہوں میں تشریف لے جاتے یا مکہ سے باہر چلے جاتے اور اور جو کوئی مسافر آتا جاتا مل جاتا۔ اسے ایمان اور خدا پرستی کا وعظ فرماتے۔ انہی ایام میں قبیلہ بنو حنیفہ کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے سارے عرب میں سب سے بدتر طریق پر حضور کا انکار کیا پھر قبیلہ بنو عامر کے پاس گئے۔ ان کے سردار نے دعوتِ اسلام سن کر حضور سے پوچھا۔ بھلا اگر ہم تیری بات مان لیں اور تو مخالفین پر غالب آ جائے تو کیا تو یہ وعدہ کرتا ہے کہ تیرے بعد یہ کام میرے سپرد ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تو خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہے میرے بعد اسے مقرر کرے گا۔ سردار بولا خوب! اس وقت تو عرب کے سامنے سینہ سپر ہم بنیں اور جب تیرا کام بن جائے تو مزے کوئی اور اڑائے جاؤ ہم کو تیرے کام سے کچھ سروکار نہیں ان قبائل کے سفر میں حضور کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ انہی ایام میں حضور کو سوید بن صامت ملا۔ اپنی قوم میں اس کا لقب کامل تھا۔ حضور نے اسے دعوتِ اسلام فرمائی۔ وہ بولا شاید آپ کے پاس وہی کچھ ہے جو میرے پاس بھی ہے۔ حضور نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ وہ بولا حکمتِ لقمان۔ نبی نے فرمایا بیان کرو۔ اس نے کچھ عمدہ اشعار اپنے سنائے حضور نے فرمایا یہ اچھا کلام ہے۔ لیکن میرے پاس قرآن ہے جو اس سے افضل تر ہے اور ہدایت و نور ہے۔ اس کے بعد حضور نے اسے قرآن سنایا اور وہ بے تامل اسلام لے آیا۔ جب یثرب لوٹ کر گیا تو قوم خزرج نے اسے قتل کر ڈالا (طبری صفحہ ۲۳۳)

انہی ایام میں ابوالحیشر انس بن رافع مکہ آیا۔ اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے بھی چند جوان تھے۔ جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ یہ لوگ قریش کے ساتھ اپنی قوم خزرج کی طرف سے معاہدہ کرنے آئے تھے۔ حضور ان کے پاس گئے اور ارشاد فرمایا۔ میرے پاس ایسی چیز ہے۔ جس میں تم سب کی بہبود ہے۔ کیا تمہیں کچھ رغبت ہے۔ وہ بولے ایسی کیا چیز ہے؟ فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں مخلوق کی طرف مبعوث ہوں۔ بندگانِ خدا کو دعوت دیتا ہوں کہ خدا ہی کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں۔ مجھ پر خدا نے کتاب نازل کی ہے۔ پھر اُن کے سامنے اسلام کے اصول بیان فرمائے اور قرآن مجید بھی پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ جو ابھی نوجوان تھا۔ سنتے ہی بولا۔ اے میری قوم! بخدا یہ تمہارے لئے اس مقصد سے بہتر ہے۔ جس کے لئے تم یہاں آئے ہو۔ انس بن رافع نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر اٹھائی اور ایاس کے منہ پر پھینک ماری اور کہا بس چپ رہ۔ ہم اس کام کے لئے تو نہیں آئے۔ حضور اُٹھ کر چلے گئے اور ایاس واپس جا کر چند روز کے بعد مر گیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر تسبیح و تحمید و تہلیل جاری تھی۔ مرحوم کے دل میں حضور کے اسی وعظ سے اسلام کا بیج بویا گیا تھا جو مرتے وقت پھل پھول دے رہا تھا۔ طبری صفحہ ۲۳۴ انہی ایام میں ضماد ازدی مکہ میں آیا۔ یہ یمن کا باشندہ تھا اور عرب کا مشہور افسون گر تھا۔ جب اُس نے سنا کہ محمد پر جنات کا اثر ہے تو اس نے قریش سے کہا کہ میں محمد کا علاج منتر سے کر سکتا ہوں۔ یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ محمد! آؤ تمہیں منتر سناؤں۔ حضور نے فرمایا پہلے مجھ سے سن لو۔ پھر آنحضرت نے اُسے سنایا

الحمد لله نحمده و نستعينه من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله۔

اما بعد (سب تعریف اللہ کے واسطے ہے ہم اس کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور ہر کام میں اُسی کی اعانت چاہتے ہیں۔ جسے خدا راہ دکھاتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے خدا ہی راستہ نہ دکھائے اس کی کوئی رہبری نہیں کر سکتا میری شہادت یہ ہے کہ خدا کے سوا عبادت کے لائق کوئی بھی نہیں وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے۔)

ضماد نے اسی قدر سنا تھا۔ بول اُٹھا۔ کہ انہی کلمات کو پھر سنا دیجئے۔ دو تین دفعہ اس نے انہی کلمات کو سنا اور پھر بے اختیار بول اُٹھا۔ میں نے بہتیرے کاہن دیکھے اور ساحر دیکھے اور شاعر سنے۔ لیکن ایسا کلام تو میں نے کسی سے بھی نہ سنا۔ یہ کلمات تو ایک اتھاہ دگہرے سمندر جیسے ہیں۔ محمد خدا را اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں اسلام کی بیعت کر لوں۔

انہی دنوں طفیل بن عمرو مکہ میں آیا یہ قبیلہ دوس کا سردار تھا اور نواحِ یمن میں ان کے خاندان میں رئیسانہ حکومت تھی۔ طفیل بذات خود شاعر و دانشمند تھا اہل مکہ نے آبادی سے باہر جا کر اس کا استقبال کیا اور اعلیٰ پیمانہ پر اس کی خدمت اور تواضع کی۔ طفیل کا اپنا بیان ہے۔ مجھے اہل مکہ نے یہ بھی بتایا کہ یہ شخص جو ہم سے نکلا ہے۔ اس سے بچنا۔ اسے جادو آتا ہے۔ جادو سے بیٹے۔ زن۔ شوہر بھائی میں جدائی ڈال دیتا ہے۔ ہماری جمعیت کو پریشان اور ہمارے کام ابتر کر دیئے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہاری قوم پر بھی ایسی ہی کوئی مصیبت پڑے۔ اس لئے ہماری زور سے یہ نصیحت ہے کہ نہ اس کے پاس جانا۔ نہ اس کی بات سننا اور نہ خود بات چیت کرنا۔

یہ باتیں انہوں نے ایسی عمدگی سے میرے ذہن نشین کر دیں کہ جب میں کعبہ میں جاتا چاہتا تو کانوں کو روئی سے بند کر لیتا تاکہ محمد کی آواز کی بھنک بھی میرے کان میں نہ پڑ جائے۔ ایک روز میں صبح ہی خانہ کعبہ میں گیا۔ حضور نماز پڑھ رہے تھے۔ چونکہ خدا کی مشیت یہ تھی کہ ان کی آواز میری سماعت تک پہنچے۔ اس لئے میں نے سنا کہ ایک نہایت عجیب کلام پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت میں اپنے

آپ کو ملامت کرنے لگا کہ میں خود شاعر ہوں باعلم ہوں ۔ اچھے بُرے کی تمیز رکھتا ہوں ۔ پھر کیا وجہ ہے اور کونسی روک ہے کہ میں اس کی بات نہ سنوں ۔ اچھی بات ہوگی تو مانوں گا ۔ ورنہ نہیں مانوں گا ۔ بس یہ ارادہ کرکے ٹھہر گیا ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر کو چلے تو میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا اور جب مکان پر حاضر ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا واقعہ کہ میں آئے لوگوں کو بہکاتے ۔ روئی کانوں میں رکھنے اور آج حضورؐ کی زبان سے کچھ سُن پانے کا کہہ سنایا اور عرض کیا مجھے اپنی بات سنایئے ۔ حضورؐ نے قرآن پڑھا ۔ بخدا! میں نے ایسا پاکیزہ کلام کبھی سُنا ہی نہ تھا جو اس قدر نیکی اور انصاف کی ہدایت کرتا ہو ۔ الغرض طفیل اسی وقت مسلمان ہو گیا ۔ جسے قریش بات بات میں مخدوم ومطاع کہتے تھے ۔ وہ بات کی بات میں حضورؐ کا دل و جان سے خادم اور مطیع بن گیا ۔ قریش کو ایسے شخص کا مسلمان ہونا نہایت ہی شاق و ناگوار گزرا! (زادالمعاد صفحہ ۲۹۴ جلد اوّل)

ابوذرؓ اپنے شہر یثرب ہی میں تھے کہ انہوں نے حضورؐ کے متعلق کچھ اُڑتی سی خبر سنی ۔ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا ۔ تم جاؤ مکہ میں اس شخص سے مل کر آؤ ۔ انیس برادر ابوذر ایک مشہور فصیح شاعر زبان آور تھا ۔ وہ مکہ میں آیا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا پھر بھائی کو بتایا کہ میں نے محمدؐ کو ایک ایسا شخص پایا جو نیکیوں کے کرنے کا اور شر سے بچنے کا حکم دیتا ہے ۔ ابوذرؓ بولے اتنی بات سے تو کچھ تسلی نہیں ہوتی ۔ آخر خود پیدل چل کر مکہ پہنچے ۔ ابوذرؓ کو حضورؐ کی شناخت نہ تھی اور کسی سے دریافت کرنا بھی وہ پسند نہ کرتے تھے ۔ زمزم کا پانی پی کر کعبہ ہی میں لیٹ رہے ۔ علیؓ مرتضےٰ آئے ۔ انہوں نے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ یہ تو کوئی مسافر معلوم ہوتا ہے ۔ ابوذرؓ بولے ہاں ۔ علیؓ مرتضےٰ نے کہا ۔ اچھا میرے ہاں چلو ۔ یہ رات وہیں رہے ۔ نہ علیؓ مرتضےٰ نے کچھ پوچھا ۔ نہ ابوذرؓ نے کچھ کہا ۔ صبح ہوئی ابوذرؓ پھر کعبہ میں آگئے ۔ دل میں آنحضرتؐ کی تلاش تھی ۔ مگر کسی سے دریافت نہ کرتے تھے ۔ علیؓ مرتضےٰ پھر آ پہنچے ۔ انہوں نے فرمایا ۔ شاید تمہیں اپنا ٹھکانہ نہ ملا ۔ ابوذرؓ بولے ۔ ہاں ۔ علیؓ مرتضیٰ پھر ساتھ لے گئے اب انہوں نے پوچھا ۔ تم کون ہو اور کیوں یہاں آئے ہو ۔ ابوذرؓ نے کہا ۔ راز رکھو تو میں بتا دیتا ہوں ۔ علیؓ مرتضےٰ نے وعدہ کر لیا ۔ ابوذرؓ نے کہا میں نے سُنا ہے کہ اس شہر میں ایک شخص ہے جو اپنے کو نبی اللہ بتاتا ہے ۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا ۔ وہ یہاں سے کچھ تسلی بخش بات لے کر نہ گیا ۔ اس لئے خود آیا ہوں ۔ علیؓ مرتضےٰ نے کہا تم خوب آئے اور خوب ہوا کہ مجھ سے ملے ۔ دیکھو میں انہی کی خدمت میں جا رہا ہوں ۔ میرے ساتھ چلو میں پہلے اندر جا کر دیکھ لونگا ۔ اگر اس وقت ملنا مناسب نہ ہوگا ۔ تو میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاؤنگا گویا جوتا درست کر رہا ہوں ۔ الغرض ابوذر علیؓ مرتضیٰ کے ساتھ خدمت نبوی میں پہنچے اور عرض کیا مجھے بتایا جائے کہ اسلام کیا ہے؟ حضورؐ نے اسلام کی بابت بیان فرمایا ۔ ابوذرؓ اسی وقت مسلمان ہو گئے حضورؐ نے فرمایا ابوذرؓ تم ابھی اس بات کو چھپائے رکھو اور اپنے وطن کو چلے جاؤ ۔ جب تمہیں ہمارے ظہور کی خبر مل جائے تب آجانا ۔ ابوذرؓ بولے بخدا میں تو ان دشمنوں میں اعلان کرکے جاؤنگا ۔ اب ابوذر کعبہ کی طرف آئے ۔ قریش جمع تھے انہوں نے سب کو سنا کر بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا ۔ قریش نے کہا اس بے دین کو مارو ۔ لوگوں نے مار ڈالنے کیلئے مجھے مارنا شروع کیا ۔ عباسؓ آ گئے ۔ انہوں نے مجھے جھک کر دیکھا ۔ کہا کم بختو! یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے جہاں تم تجارت کو جاتے اور کھجوریں لاتے ہو ۔ لوگ ہٹ گئے ۔ اگلے روز پھر سب کو کلمہ سنا کر پڑھا ۔ پھر لوگوں نے مارا اور پھر یہ اپنے وطن کو چلے گئے ۔ (صحیح بخاری)

باقی پھر

دستور پاکستان کے چند اہم نکات

شیخ عبدالحی بی اے وکیل انکم ٹیکس ۔ ۴۰۳ محلہ قطب الدین راولپنڈی

دستور پاکستان کے چند اہم نکات پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ انہیں علمائے کرام ۔ وکلاء حضرات اور جمیع خواص وعوام کے تدبر کے لئے مندرجہ ذیل کیا جاتا ہے ۔

۱ ۔ پاکستان کے دستور میں کوئی دفعہ ایسی نہیں ہے ۔ جس کے تحت ملک میں اسلامی قوانین نافذ کئے جا سکیں ۔ دستور کے افتتاحیہ میں اقلیتوں اور پسماندہ اقوام کو بتایا گیا ہے ۔ کہ ان کے حقوق محفوظ ہوں گے ۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی بتایا گیا ہے کہ وہ اسلام کے مطابق اپنی زندگی ڈھال سکتے ہیں ۔ دفعہ ۱۹۷ کے تحت اسلامیات پر ریسرچ ہوگی اور دفعہ ۱۹۸ کے تحت کوئی قانون نافذ نہ کیا جائے گا ۔ جو قرآن شریف اور سُنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوگا ۔ نیز یہ کہ ایک کمیشن موجودہ قوانین کو اسلامی احکامات کے مطابق ڈھالنے کی سفارشات کرے گی ۔ اور نیز صرف ان اسلامی احکامات کو ایک کتابی شکل دے گی ۔ جو کمیشن کی رائے میں قانونی شکل دیئے جا سکتے ہیں یاد رہے کہ موجودہ قوانین شاہ انگلستان کی حاکمیت کے تحت بنائے گئے تھے ۔ یہ انگریزی قوانین سے ماخوذ ہیں اور اسلام کے سراسر خلاف ہیں ۔ پاکستان کے سابق چیف جسٹس میاں عبدالرشید صاحب نے وضاحتاً بیانات دیئے ہیں ۔ کہ ان قوانین کو ترمیم کرنے کی اشد ضرورت ہے تو سوال یہ ہے کہ جب یہ قوانین ہمارے تمدّن اور اسلام سے مختلف ہیں اور نیز ان میں ترمیم کی ضرورت ہے ۔ تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ انہیں اسلامی قوانین کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں ایسا کرنا کیا ممکن ہے؟ یہ قوانین اتنے زیادہ ہیں کہ ان سے الماریاں بھری پڑی ہیں ۔ کیا یہ ممکن ہے کہ چند سالوں میں یہ کام ختم ہو سکے؟ کیا ہمارے پاس ایسے قانون دان حضرات ہیں ۔ جو موجودہ قوانین اور اسلامی قوانین سے کما حقہٗ واقف ہیں ۔ اگر نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو کمیشن کا کام کیسے مکمل ہو سکے گا؟ یہ غور طلب امور ہیں ۔ اگر ان پر خاطر خواہ فیصلہ نہ کیا گیا تو ملک پرانی انگریزی روش پر چلتا رہے گا ۔

۲ ۔ اگر بالفرض حکومت یہ چاہے ۔ کہ ایک یا زیادہ اسلامی قوانین کو نافذ کرے ۔ تو ایسے قوانین موجودہ غیر اسلامی قوانین سے ٹکرا جائیں گے ۔ مگر چونکہ دستور میں یہ کہیں نہیں لکھا گیا کہ موجودہ قوانین کو منسوخ کیا جائے گا ۔ لہذا اسلامی قوانین نافذ نہیں کئے جا سکتے ۔

۳ ۔ دستور کے شروع میں ہی ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھا ہوا ہے ۔ اگر یہ جمہوریت ہے اور یقیناً یہ جمہوریت ہے ۔ تو اسے کیوں نہ عوام کے حوالے کر دیا جائے ۔ بجا اگر یہ اسلامی ملک ہے اور یقیناً یہ اسلامی ملک ہے تو یہاں اسلام کیوں نہ نافذ کر دیا جائے ۔

۴ ۔ دستور کے افتتاحیہ میں صاف طور سے لکھا ہوا ہے ۔ کہ پاکستان میں لوگوں کا

اختیار ہوگا۔ یاد رہے کہ سوئٹزرلینڈ، انگلستان، امریکہ وغیرہ جمہوری ممالک میں یہی طریقہ رائج ہے۔ پاکستان میں ایسا کیوں نہ کیا جائے؟

(۵) دستور کی دفعات ۵ اور ۸ کے تحت ملک میں سب لوگ مساویانہ حقوق رکھتے ہیں اور اپنی منشا کے مطابق کہنے اور کرنے کی آزادی رکھتے ہیں تو پھر گورنروں اور کمشنروں اور نیز عمال حکومت کو کیوں امتیازی حقوق دیئے گئے ہیں؟ نیز سوال یہ ہے کہ دستور کی وہ کونسی دفعہ ہے۔ جس کے مطابق لیڈروں کا ایک ہی گروہ مختلف طریقوں سے وزارتوں اور دیگر عہدوں پر فائز رہتا ہے؟ کیا یہ اسلام کے مطابق ہے؟ کیا یہ لوگ عوام کے نمائندے ہیں۔

۶۔ گزشتہ دس سال سے مرکزی اسمبلی کے لئے عام انتخابات کبھی نہیں کرائے گئے اور اب معلوم ہوتا ہے کہ انتخابات نزدیک نہیں ہیں۔ دستور کے افتتاحیہ میں صاف طور سے لکھا ہوا ہے کہ لوگوں کے اپنے نمائندے حکومت کے کاروبار چلائیں گے۔ کیا موجودہ روش دستور کے اس فرمان کے خلاف نہیں ہے؟

۷۔ موجودہ دستور ملکہ برطانیہ کے مقرر کردہ گورنر جنرل اور اس کی بنائی ہوئی اسمبلی نے بنایا ہے۔ اسے آخیر وقت تک خفیہ رکھا گیا تھا۔ اس پر رائے عامہ حاصل نہیں کی گئی تھی۔ کیا اسے موجودہ جمہوریہ پاکستان کے لوگوں یا اُن کے نمائندوں نے بنایا تھا؟ کیا یہ اسلامی ہے؟

۸۔ امریکہ۔ انگلستان۔ فرانس۔ روس۔ یہودیوں کی نام نہاد ریاست اسرائیل اور تمام مہذب ممالک میں جبری فوجی تعلیم رائج ہے اور قومی خدمات لی جاتی ہیں۔ مگر پاکستان میں ایسا نہیں ہے۔ کیا ہم بیرونی خطرات سے محفوظ ہیں؟

۹۔ گزشتہ جنگ عظیم میں روس نے ایک ہزار میل کے لمبے محاذ جنگ پر ۳۵ لاکھ افواج سے لڑائی لڑی تھی...... اس نے کل ایک کروڑ بیس لاکھ افواج کو لڑایا تھا۔ اسی طرح امریکہ نے کیا تھا۔ مزید برآں یہ کہ ان ہر دو ممالک کے پاس پانچ پانچ لاکھ ہوائی جہاز ران یعنی پائلٹ تھے۔ ایک ایک حملہ میں تین تین ہزار ہوائی جہاز استعمال کئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ ہم کہاں تک تیار ہیں؟

(۱۰) سرکاری طور پر انگلستان اور امریکہ ہمارے دوست ہیں۔ کیا یہ ہماری لڑائیاں لڑیں گے؟ یہ کشمیر۔ جونا گڑھ مناودر اور منگرول کو کیوں نہیں آزاد کرا دیتے؟

۱۱۔ لیاقت علی خاں مرحوم نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو وزیر اعظم پاکستان کے عہدے کا چارج لینے کے بعد نماز جمعہ کے بعد یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں غریب کو غریب تر نہ ہونے دیا جائے گا۔ اور امیر کو امیر تر نہ ہونے دیا جائے گا۔ چنانچہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی نے اپنی رپورٹ کی دفعہ ۲ کی شق ۷ ب کے تحت اس امر کی سفارش کی تھی۔ نیز یہ کہ دولت کو چند آدمیوں کے ہاتھوں میں جمع نہ ہونے دیا جائیگا۔ اور چند آدمیوں کو ہی اختیار نہ حاصل ہوگا۔ کہ وہ پیداوار کے ذرائع پر اس طرح قبضہ رکھیں کہ عوام کی حق تلفی ہو۔ موجودہ دستور میں ان اصولوں کو نظر انداز کردیا گیا ہے۔ کیا یہ ایک بنیادی حق کی حق تلفی نہیں ہے؟ کیا یہ عوام کی مرضی سے ہوا ہے؟

۱۲۔ امریکہ اور انگلستان ڈالر اور پونڈ کے نوٹ بڑی تعداد میں چھاپتے جا رہے ہیں۔ وہاں INFLATION ہے۔ اس کا اثر پاکستان پر پڑ رہا ہے۔ مگر ہماری حکومت نے ۲۵ سال کے لئے موجودہ غیر اسلامی مالی نظام سے وابستہ رہنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ نظام سود پر مبنی ہے۔ سوال۔ کیا یہ عوام کی مرضی سے ہوا ہے؟ کیا یہ اسلامی ہے؟

۱۳۔ پاکستان بننے کے وقت یعنی اگست ۱۹۴۷ء میں انگلستان کے ذمہ ہماری بہت سی رقومات یعنی سٹرلنگ بیلنس تھیں۔ ہماری حکومتیں انہیں استعمال کر چکی ہیں۔ نیز اس وقت ہم امریکہ اور دیگر ممالک کے مقروض ہیں۔ کیا یہ عوام کی مرضی سے ہوا ہے؟

۱۴۔ موجودہ الیکشن کے طریقوں کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔ کہ ؎

الیکشن ممبری کونسل وزارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے

ہمارے عوام یعنی غریب کاشتکار۔ دھوبی موچی۔ نائی وغیرہ بھی دستور کے تحت اتنے ہی حقوق رکھتے ہیں۔ جتنے جاگیردار اور زمیندار۔ بلکہ یہ عوام' آبادی کا تقریباً ۸۵ فی صد ہیں۔ مگر ان غریبوں کو حکومت تک اپنے خیالات اور اپنی مشکلات پہنچانے کا کوئی موقع نہیں ملتا۔ سوئٹزرلینڈ میں لوگ خود ایک اتوار چھوڑ کر دوسری اتوار کو مقامی اور ملکی حالات پر رائے زنی کرتے ہیں اور رائے عامہ سے حکومت چلاتے ہیں۔ امریکہ اور انگلستان میں بھی ہر وقت رائے عامہ کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ پاکستان میں ایسا کیوں نہ ہو؟ زمینداروں جاگیرداروں اور دولتمندوں کو ہی کیوں اسمبلیوں کا ممبر چنا جائے؟

۱۵۔ پاکستان میں اناج کی کمی ہے۔ لاکھوں ایکڑ زمین سیم اور تھور وغیرہ کی وجہ سے بنجر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر ہم امریکہ سے اناج نہ منگوائیں تو قحط کا اندیشہ ہے۔ ہندوستان نے زبردستی جاگیرداروں اور زمینداروں کو بیدخل کر دیا ہے۔ صحیح حدیث ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اپنی زمین کو خود کاشت نہیں کر سکتا تو اسے چاہیئے کہ اسے کسی دوسرے مسلمان کو مفت دیدے۔ تاکہ یہ دوسرا خود کاشت کر سکے۔ گورنر صاحب مغربی پاکستان اور بین الاقوامی مشیر زراعت نے بھی مشورہ دیا ہے۔ کہ پاکستان میں زرعی اصلاحات کی اشد ضرورت ہے تو ہم کیوں نہ جاگیرداروں اور زمینداروں سے درخواست کریں کہ وہ صرف پانچ سالوں کے لئے اپنی زمینوں کو بغیر اجرت یا بٹائی کرایہ کے کاشتکاروں کو دے دیں۔ اور کاشتکاروں سے درخواست کریں کہ ان بدلے ہوئے حالات کے مطابق چونکہ وہ نصف پیداوار زمینداروں کو نہ دیں گے۔ لہذا وہ اپنی زمین کا خاصہ حصہ یعنی کم از کم ایک تہائی نئے کاشتکاروں کو دے دیں۔ تاکہ ملک میں اناج زیادہ پیدا ہو۔ اور بیکاری زائل ہو۔

۱۶۔ دستور کی دفعہ ۲۴ کے تحت حکومت پر یہ پابند عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے درمیان رشتہ اخوت استوار کرے کیا ہم نے ایسا کیا ہے؟ انگریز فرانسیسی اور اسرائیلی جس مسلمان ملک پر چاہتے ہیں حملہ کر دیتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم نے دفعہ ۲۴ کی خلاف ورزی نہیں کی ہے۔ اور اگر کی ہے تو کیوں کی ہے؟ کیا یہ عوام کی مرضی سے ہوا ہے؟

۱۷۔ دستور کی دفعہ ۱۸ کے تحت ہر شخص اپنے مذہب کی اشاعت کر سکتا ہے۔ مگر دستور میں ایسی کوئی دفعہ نہیں ہے۔ جس کے تحت غیر ملکی مشنوں کو اجازت دی جائے کہ وہ پاکستان میں آکر اڈے جمائیں۔ چین نے عیسائی مشنوں کو ملک سے باہر نکال دیا ہے۔ نیز ہندوستان نے بھی ان پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ سوال۔ حکومت نے ان مشنوں کو دستور کی کس دفعہ کے تحت ایسی اجازت دے رکھی ہے؟ کیا یہ دفعہ ۱۸ کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ کیا یہ عوام کی مرضی سے ہوا ہے؟

۱۸۔ کمیونزم وہاں پھیلتا ہے۔ جہاں

جاگیرداری ہو۔ زمینداری ہو اور عوام مفلس ہوں۔ حکومت عوام کی نہ ہو۔ چین میں ایسے ہی ہوا ہے۔ اور اب ہندوستان میں کیرالہ میں کمیونسٹ وزارت برسر اقتدار ہے۔ اگر ہم ان مندرجہ بالا امور پر قومی اور ملی نکتۂ نگاہ سے غور کریں اور پالیسی بنائیں تو فلاح و بہبود پائیں گے۔ مگر یہ صرف ایک صورت میں ہی ممکن ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم صرف ایک

پروگرام

بنائیں کہ پاکستان میں تمام اختیارات عوام کے سپرد کر دیئے جائیں۔ ایسا ہو جانے کے بعد عوام کھلے بندوں اسلام اور جمہوریت کے تقاضاؤں کے مطابق عمل کر سکیں گے۔ دستور پاکستان میں کافی ترمیم کی ضرورت ہے۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے۔ کہ عوام ایک نئے دستور کا مسودہ بنائیں۔ مگر یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ عوام ملکی حالات میں دلچسپی لیں۔

لھذا ضرورت ہے کہ

ہم ہر جگہ جلسہ یا بطور کنونشن منعقد کریں اور رائے عامہ کو حاصل کریں۔ اگر آپ خود ایسا نہ کر سکیں تو مجھے اپنی رائے عالی سے مطلع کریں۔ انشاء اللہ مناسب کارروائی کی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ وما علینا الا البلاغ

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

حکومت سے متنفر ہوں۔ وہاں دہشت پسندی اور امن سوز حرکتیں کوئی استعجاب کا باعث نہیں ہوا کرتیں۔ یکایک پاکستان پر الزام دھرنا انوکھی منطق نہیں۔ پاکستان ایسے اوچھے ہتھیاروں پر نہیں اُتر سے گا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کب تک ہندوستان عالمی رائے کو ٹھکرائے گا۔ اُسے پتہ لگ چکا ہے کہ ایک ٹُک بھی حق و انصاف کے نام پر اس کا ساتھ نہیں دیگا ہاں توازن اقتدار یا کوئی دوسری سیاسی مصلحت ہندوستان کا کوئی مؤید پیدا کر دے تو دُوسری بات ہے۔ ہندوستان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک دن اسے کشمیر چھوڑنا پڑے گا۔

(بقیہ۔ اصلاح الرسوم صفحہ ۲ سے آگے)

ہے کہ آستین کا انگلیوں سے آگے بڑھانا اور شملہ کا نصف کمر سے نیچے ہونا یہ سب اسبال ممنوع ہے۔ بعض کج فہم یوں کہتے ہیں کہ حدیث میں تو اس کی ممانعت آئی ہے۔ جو براہ تکبر ہو۔ ہم تو تکبّر نہیں کرتے اس لئے ہمارے لئے جائز ہے۔ سو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اوّل تو یہ کہنا غلط ہے کہ ہم تکبّر سے نہیں کرتے اچھا پھر کیوں کرتے ہیں۔ وضع مسنون کیوں اختیار نہیں کرتے۔ اس کے اختیار کرنے میں دل کیوں تنگ ہوتا ہے۔ اُونچے پائچوں کو حقیر کیوں جانتے ہو۔ اگر یہ تکبر نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں جو تکبّر کی قید آئی ہے یہ کیا ضرور ہے کہ قید احترازی ہو۔ ممکن ہے کہ قید واقعی ہو۔ چونکہ اکثر لوگ اسی قصد سے کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نے یہ قید ذکر فرمائی اور ممنوع ویسے بھی ہے۔ بعض لوگ تقوے جتلانے کو نماز میں اُوپر کر لیتے ہیں سو نماز سے خارج بھی تو گناہ ہے۔ جس سے بچنا واجب ہے۔ اس حیلہ سے کیا ہوتا ہے۔ اور یاد رہے کہ درزی کو بھی ایسا کپڑا سینا جائز نہیں۔ کیونکہ گناہ کی اعانت گناہ ہے۔ صاف انکار کر دینا چاہیئے۔ کچھ رزق ایسے ہی کپڑے سینے پر منحصر نہیں۔ (باقی پھر)

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۹ سے آگے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح میرے دادا روحانی ہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ بال بچوں کو دال روٹی کھلایئے اور جو بچے تیس دن متواتر میرے رُوحانی دادا کی روح کو ثواب پہنچانے میں خرچ کریں (چشم ما روشن دل ما شاد) لیکن اس کو جزو ایمان نہ بنایئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو دین سکھلایا تھا کیا وہ ہم پورا کر چکے ہیں کہ نیا دین اور بنایا جائے۔

(۴) اللہ تعالےٰ مجھے اور آپکو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق خدا کو بخدمت راضی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست رکھا جائے۔ قرآن مجید ذوی الحقوق کی فہرست بتلاتا ہے ۱ ذوی الحقوق کے نمبر (مراتب) بتلاتا ہے ۲ حقوق کے ادا کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے ۳ اور اگر کسی سے تعلق بگڑ جائے تو اس کو درست کرنے کا طریقہ بھی بتلاتا ہے۔

جس طرح تندرست وہ انسان ہے۔ جس کے دونوں پہلو درست ہوں۔ اسی طرح روحانی لحاظ سے بھی وہی انسان صحت مند ہے۔ جس کا خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست ہو۔ اگر ایک شخص حاجی اور غازی ہے۔ لیکن مخلوق خدا سے اس کا تعلق درست نہیں تو اس کا ایک پہلو فالج زدہ ہے۔ اگر خدا اور مخلوق خدا دونوں سے تعلق درست نہیں تو دونوں پہلو فالج زدہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ارحم الراحمین ہے۔ ایک دفعہ صدق دل سے توبہ کرنے والے کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ موت کا یقین نہ ہو اور مرنے سے دس منٹ پہلے توبہ کر لی تو ساری عمر کے گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ یاس کی توبہ قبول نہیں۔ یعنی جب موت کا یقین ہو جائے تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں انسان بڑا سخت دل ہے۔ وہ نہیں بخشتا

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر آپ اپنی برادری کو اپنی ران کے گوشت کے کباب بنا کر بھی کھلائیں گے۔ تب بھی وہ راضی نہ ہونگے۔ کوئی کہے گا نمک زیادہ تھا۔ کوئی مرچوں کی شکایت کرے گا۔ اگر برادری سے پوچھ کر اللہ تعالےٰ جنت میں بھیجنے لگے تو کوئی بھی جنت میں نہ جائیگا سب دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے۔ اُن کے ساتھ تعلق درست رکھنے کا ایک گُر بتلاتا ہوں۔ اپنا حق اُن سے مانگئے نہ اور اُن کا حق رکھیئے نہ۔ اس طرح سے اُن کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے بعد انشاء اللہ نجات ہو جائے گی۔ مثلاً اگر آپ کی بہن یا بھائی ناراض ہے تو آپ خود اُن کے گھر جایئے۔ ہو سکے تو اُن کے بچوں کو کچھ دے آیئے۔ وہ بولیں یا نہ بولیں۔ آپ کے گھر آئیں یا نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن خود فیصلہ کریں گے کہ وہ مجرم ہیں یا آپ۔

(۵)۔ اللہ تعالےٰ میری جماعت کو اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے اور آپ کو اس آیت کا مصداق بنائے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

(ترجمہ)۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے

بچّوں کا صفحہ

سفینۂ نوحؑ کی تلاش

ایک فرانسیسی باشندے نے جس کا نام فرنن نوارا ہے۔ سالہا سال کی طویل جدو جہد کے بعد وہ کشتی دریافت کر لی ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے نیک بندوں کی جان بچائی تھی۔ یہ کشتی کوہ جودی پر پائی گئی ہے جو روس ترکی اور ایران کی سرحد کے درمیان واقع ہے۔ نوارا نے اس پہاڑ پر جس کی بلندی ۱۶۹۴۶ فٹ ہے۔ تین مرتبہ چڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ہر مرتبہ کشتی نوحؑ کا پتہ چلانے میں ناکام رہا۔ آخر ۱۹۵۵ء میں اس نے انتہائی مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلنے کے بعد پھر کوہ جودی پر چڑھائی کی۔ اس مرتبہ اس کا گیارہ سالہ لڑکا اس کے ہمراہ تھا ان باپ بیٹوں نے پانچ روز کی صبر آزما کوششوں کے بعد برف کے ایک تودے کے نیچے کشتی نوحؑ کا ڈھانچہ تلاش کر لیا۔ اور وہ اس کشتی کا ایک حصہ کاٹ کر ساتھ لے آئے۔

نوارا نے پیرس پہنچ کر کہا کاش میرے پاس اوزار اور بڑھئی ہوتے تو نوحؑ کی پوری کشتی آج فرانس میں ہوتی۔ میرے ساتھ میرا صرف کمسن بیٹا تھا۔ جس کی عمر بمشکل گیارہ سال ہے۔ ہم ایک چھوٹی سی کلہاڑی لے کر گئے تھے۔ جس سے بمشکل کشتی نوحؑ کا پچاس پونڈ وزنی ٹکڑا ہی کٹ سکا ہے اس سے زیادہ وزن تو ہم اٹھا بھی نہیں سکتے تھے۔

نوارا لکڑی کا جو ٹکڑا کوہ جودی سے لے کر آیا تھا۔ اس کے نمونے یورپ کی مختلف تجربہ گاہوں کو بھیجے گئے۔ اب تک میڈرڈ کے ادارہ جنگلات پیرس کے لکڑی کے مرکز اور بارڈیکس کے شعبہ سائنس سے جو اطلاعات ملی ہیں۔ ان کے مطابق۔

یہ شاہ بلوط کی لکڑی ہے جو مشرق وسطیٰ میں پائی جاتی ہے۔ تجربات کے بعد یہ بھی پتہ چلا ہے کہ لکڑی کوئی پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ اس لکڑی کا ایک نمونہ جو اس وقت سیطلے کی ایٹمی تحقیقات کی تجربہ گاہ میں موجود ہے اور ماہرین چوب اس کا جائزہ لے رہے ہیں۔

خیال ہے کہ چند ماہ بعد ایٹمی سائنسدان یہ بتا سکیں گے کہ نوارا کی لائی ہوئی لکڑی کتنے سال پہلے کی ہے۔

کشتی نوحؑ کا یہ ٹکڑا حیرت انگیز طور پر بھاری ہے۔ اس کی موٹائی آٹھ دس انچ کے قریب ہے اور یہ کسی شہتیر کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے۔ تجربہ گاہوں کی اطلاعات کے مطابق یہ لکڑی شاہ بلوط کے درمیان سے کاٹی گئی ہے۔ جس کا تنا کم از کم ۲۵ انچ موٹا ہوگا۔ نوارا کا بیان ہے کہ جب میں نے برف کھود کر یہ لکڑی نکالی تھی تو اس وقت یہ کافی نرم تھی لیکن اب یہ لوہے کی طرح سخت ہے۔ اور اسے آرے سے بھی کاٹنا مشکل ہے۔

نوارا کو کشتی نوحؑ کا سراغ لگانے کا شوق کس طرح پیدا ہوا۔ یہ ایک بڑی دلچسپ داستان ہے۔

نوارا پانچ برس کا تھا کہ جب اس نے طوفان نوحؑ کا قصہ پہلی بار سُنا۔ ایک دن وُہ کشتی میں اپنی آیا کے ساتھ سیر کر رہا تھا کہ کشتی اُلٹ گئی اور وہ دلدل میں پھنس گیا۔ ملاح نے بڑی مشکل سے اس کی جان بچائی۔ دلدل سے نکلنے کے بعد نوارا بڑی دیر تک روتا رہا۔ اس وقت اس کی آیا نے طوفان نوحؑ کا وہ قصہ سنایا۔ جس میں اس کے بیان کے مطابق تمام شریر لڑکے ڈوب گئے تھے۔ نوارا اس واقعہ سے بہت متاثر ہُوا اور جب وہ خود لکھنے پڑھنے کے قابل ہو گیا تو اس نے طوفان نوحؑ کے قصہ کا بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا۔

اس کے بعد ۱۸ سال تک نوارا نے طوفان نوحؑ کے موضوع پر کوئی ایسی کتاب نہیں چھوڑی جو اس نے نہ پڑھی ہو۔ وہ لائبریریوں اور عجائب خانوں میں گیا۔ اس نے سینکڑوں کاغذات اور دستاویزات کو چھان مارا۔ حتیٰ کہ وہ محض اس لئے لندن گیا اور وہاں اس نے عجائب خانہ میں مختلف نقشوں اور کتابوں کا مطالعہ کیا۔ تاریخ کے پروفیسروں اور جغرافیہ کے ماہروں سے ملاقاتیں کیں اور طوفان نوحؑ اور کوہ جودی کے متعلق جو بھی مواد ملا۔ وہ اکٹھا کر کے پیرس آ گیا۔

کوہ جودی کو سر کرنے کے لئے جتنی مہمات اب تک کی گئی تھیں۔ نوارا نے ان سب سے حالات دریافت کئے..... اور اس طرح اسے معلوم ہُوا۔ کہ ایک ترکی اور رُوسی مہم نے کوہ جودی پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی دیکھی تھی۔ نوارا کو یقین تھا۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر موجود ہے۔

لیکن سوال یہ تھا کہ آخر اس کشتی کو کس مقام پر تلاش کیا جائے۔ اگرچہ کوہ جودی پر چڑھنا اتنا مشکل نہ تھا۔ لیکن وہاں برف کے مہیب طوفان کے باعث ایک ایک انچ علاقہ کی چھان بین کرنا کسی طرح آسان نہیں تھا۔ خصوصاً ایسی حالت میں۔ جبکہ نوارا کے پاس مخصوص آلات بھی موجود نہ تھے اور نہ پہاڑ پر چند گھنٹے سے زیادہ قیام کرنا ممکن تھا۔

نوارا اسی اُدھیڑ بُن میں لگا ہُوا تھا۔ اس کی نظر سے ایجرٹن میکر کا... ایک مضمون گزرا... میکر بھی نوارا کی طرح کئی سال تک کشتی نوح علیہ السلام کی تلاش میں تھا۔ اور اگرچہ ترکی کے فوجی افسروں نے کوہ جودی کے فوجی علاقہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ تاہم وہ اس بات کا قطعی اندازہ رکھتا تھا۔ کہ کشتی نوح علیہ السلام کس جگہ موجود ہے۔ (حمایت اسلام لاہور)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
قیمت ۴ر
منظور شدہ
۱- لاہور زیر سیکشن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۳۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
ایڈیٹر عبد المنان چوہان
۲- پشاور زیر سیکشن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۳۰-۱۲۷/۲۴۸ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء
بدل اشتراک
سالانہ ۱۰ر
ششماہی ۶ر